ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

۲۱/ اپریل ۱۹۹۷ء

اشاعت خصوصی بسلسلہ

مطالبۂ تکمیلِ دستورِ خلافت

مشمولات

○

الھدیٰ
المائدہ : ۴۴ تا ۵۰

○

تاخیر کیوں؟

○

۳۱ علماء کے ۲۲ نکات

○

پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ
اور مجوزہ دستوری ترامیم

○

قرارداد مقاصد اور اعلیٰ عدالتیں
از قلم جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن

○

انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ
اور مجوزہ عملی اقدامات

○

جاگیرداری نظام :
سیاسی اور معاشرتی خرابیوں کی جڑ
جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

○

وزیر اعظم کی امیر تنظیم سے ملاقات

○

نئی حکومت کو دیگر مشورے

الحمدللہ کہ پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی

خشت اول ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء ہی کو

قرارداد مقاصد

کے حسب ذیل ایمان افروز الفاظ کے ذریعے رکھ دی گئی تھی کہ :

"چونکہ کل کائنات پر حاکمیت کا مالک صرف اللہ ہے جو قادر مطلق ہے' اور پاکستان کے عوام کو جو اختیارات حاصل ہیں وہ ایک مقدس امانت ہیں جو اللہ کی معین کردہ حدود کے اندر اندر ہی استعمال ہو سکتے ہیں —— اور چونکہ یہ پاکستان کے عوام کا عزم مصمم ہے کہ وہ ایک ایسا نظام قائم کریں جس میں ریاست اپنے اختیارات اور اقتدار کا استعمال عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے کرے گی' جس میں جمہوریت' آزادی' مساوات' رواداری اور عدل اجتماعی کے ان اصولوں کی پوری پابندی کی جائے گی جو اسلام نے معین کئے ہیں ...."

اس لئے کہ ان جامع الفاظ کے ذریعے نہ صرف یہ کہ اللہ کی حاکمیت مطلقہ کے اس دائمی اور اٹل اصول کو جو توحید الٰہی کا لازمی تقاضا ہے' صرف تکوینی ہی نہیں بلکہ تشریعی (Legislative) دائرے میں بھی تسلیم کر لیا گیا ہے' بلکہ خلافت کی اس صورت کو بھی واضح طور پر معین کر دیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کے اختتام کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے —— یعنی "خلافت عوام" جسے حضرت عمرؓ نے "امرالمسلمین" کے الفاظ سے تعبیر کیا تھا۔ مزید برآں نظام عدل اجتماعی کے ضمن میں بھی طے کر دیا ہے کہ وہ اسلام کے معین کردہ اصولوں پر مبنی ہو گا۔

لہٰذا اب پاکستان میں اصل مرحلہ

تکمیل دستور خلافت

کا ہے۔ جس کے ضمن میں تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان نے ایک عوامی مطالبہ مہم کا آغاز کیا ہے۔
پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کے خواہشمند حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس مہم میں بھرپور حصہ لیں!

ہمارا مطالبہ' ہماری اپیل دستور خلافت کی تکمیل!

الہدیٰ

سورۃ المائدہ (آیات ۴۴ تا ۵۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہم ہی نے توراۃ نازل کی تھی جس میں ہدایت بھی تھی اور روشنی بھی۔ سارے نبی' جو مسلم تھے' اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے' اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے) کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس (اے گروہ یہود) تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو۔

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

توراۃ میں ہم نے ان (یہودیوں) یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت' اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ۔ پھر جو قصاص کا صدقہ کردے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا۔ توراۃ میں سے جو کچھ اس کے سامنے موجود تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی' اور وہ بھی توراۃ میں سے جو کچھ اس وقت موجود تھا اس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔ ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

پھر اے نبی ﷺ ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔

لہٰذا تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی۔ اگرچہ تمہارا رب چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا' لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ لہٰذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ آخر کار تم سب کو اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے' پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

پس اے نبیؐ' تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

اور ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کی ہے' پھر اگر یہ اس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلائے مصیبت کرنے کا ارادہ ہی کر لیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں۔

(اگر یہ اللہ کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے (قانون دینے) والا اور کون ہو سکتا ہے؟

(ترجمہ' ماخوذ از تفہیم القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تاخلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریکِ خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور

بانی مدیر : اقتدار احمد مرحوم

جلد ۶ شمارہ ۲

۲۱/اپریل ۱۹۹۷ء

3

مدیر
حافظ عاکف سعید

یکے از مطبوعات
تحریک خلافت پاکستان
۴۔ اے، مزنگ روڈ، لاہور

مقام اشاعت
۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون : ۳-۵۸۶۹۵۰۱

پبلشر: محمد سعید اسعد خالع : رشید احمد چودھری
مطبع : مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

سالانہ زر تعاون (اندرون پاکستان) ۱۵۸ روپے

زر تعاون برائے بیرون پاکستان

☆ ترکی، ایران، عمان، مصر	۱۳/امریکی ڈالر
☆ سعودی عرب، کویت، بحرین، قطر، عرب امارات، بھارت، بنگلہ دیش، یورپ، جاپان	۲۰ امریکی ڈالر
☆ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ	۲۶ امریکی ڈالر

تعارف مضامین

ندائے خلافت کی زیر نظر اشاعت تنظیم اسلامی کی "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم کے ضمن میں ایک "خصوصی اشاعت" کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس میں شامل تمام مضامین کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اسی موضوع کے ساتھ ہے۔

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ایک مسلمان ریاست صحیح معنوں میں اسلامی ریاست تبھی کہلا سکتی ہے جب اس کے دستور میں اللہ کی حاکمیت کے اصول کو دستور کے اہم ترین اور بنیادی اصول کے طور پر اس صراحت کے ساتھ طے کر دیا جائے کہ اس ملک میں کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی۔ اور دستور کی دیگر تمام دفعات کو پورے طور پر اس کے تابع کر دیا جائے۔ بصورت دیگر اس ملک کو "اسلامی ریاست" کہنا صریحاً غلط ہو گا خواہ اس میں بسنے والے صد فی صد مسلمان ہی کیوں نہ ہوں ـــــ اس اعتبار سے اگر ہم مملکت خداداد پاکستان کی دستور سازی اور اس میں اسلام کی جانب پیش رفت کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو صورت حال اگرچہ بہت حوصلہ افزا نظر نہیں آتی تو بحمد اللہ زیادہ مایوس کن بھی نہیں ہے۔ یہ ضرور ہے کہ تاحال ہمارا دستور اس اعتبار سے چوں چوں کا مربہ ہے کہ اس میں اگر ایک طرف قرارداد مقاصد شامل ہے جس میں اللہ کی حاکمیت کا واضح اقرار موجود ہے تو دوسری جانب اس کے منافی اور اس سے متصادم دفعات بھی دستور پاکستان میں درج ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ "قرارداد مقاصد" بالکل غیر موثر ہو کر رہ گئی ہے۔ (اس موضوع پر جسٹس تنزیل الرحمن صاحب کا ایک چونکا دینے والا مضمون زیر نظر شمارہ میں شامل ہے)۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قانونی و دستوری سطح پر اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے ناگزیر تقاضے کو پورا کرنے کی خاطر دستور میں وہ ضروری ترامیم ـــــ جن کا تفصیلی ذکر زیر نظر شمارے میں موجود ہے ـــــ بلا تاخیر منظور کروائی جائیں تاکہ ریاست کی سطح پر کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی بالادستی کے عمل کا بالفعل آغاز ہو جائے۔ اس کے لئے اسی طرح کی ایک بھرپور مطالباتی مہم جو نصح و خیر خواہی کی بنیاد پر ہو' ازبس ضروری ہے' جیسی قیام پاکستان کے فوراً بعد مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم و مغفور نے اٹھائی اور جس کے نتیجے میں ـــــ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بھرپور تعاون سے ـــــ بالآخر "قرارداد مقاصد" منظور ہوئی جو دستور پاکستان میں کلمہ طیبہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ اور دستور پاکستان میں اسلامی دفعات کی تدریجی شمولیت کی تفصیلات سے اکثر پڑھے لکھے' اسلام پسند اور دین کے قیام و نفاذ کے خواہشمند حضرات بھی ناواقف ہیں۔ مذکورہ بالا مطالباتی مہم کو بامعنی اور موثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس معاملے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ اور اس سے متعلق دیگر ضروری معلومات کو بھی عام کیا جائے۔ چنانچہ ہم نے اسی خیال سے زیر نظر شمارے میں "قرارداد مقاصد" کا مکمل متن انگریزی میں' اور اس کے اولین اور اہم ترین حصے کا ترجمہ اردو میں شائع کیا ہے۔ اسی طرح ملکی دستور کے بائیس بنیادی اصولوں پر پاکستان کے تمام فرقوں اور مسالک کے ۳۱ سربر آوردہ علماء کے متفقہ موقف پر مشتمل ۱۹۵۰ء کی تاریخی دستاویز بھی شامل شمارہ کی گئی ہے جو دینی اعتبار سے ہماری تاریخ کا ایک عظیم لینڈ مارک ہے ـــــ مزید برآں ملکی سطح پر انسداد سود کی اب تک جو کوششیں ہوئی ہیں' جن میں سے اکثر نیم دلانہ تھیں' ان کا ایک مکمل جائزہ بھی زیر نظر شمارے میں شامل ہے۔

مختصراً یہ کہ یہ شمارہ "تکمیل دستور خلافت" کی اس مہم کی ہینڈ بک کی حیثیت رکھتا ہے جس کا آغاز تنظیم اسلامی نے اللہ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر کر دیا ہے ؎

دریں دریائے بے پایاں' دریں طوفان موج افزا
دل افگندیم' بسم اللہ مجریھا و مرسھا

کتاب و سنت کی بالادستی میں تاخیر کیوں؟

بیان پریس کانفرنس۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

پریس کلب کراچی، ۳/ اپریل ۱۹۹۷ء

پاکستان میں یکم اپریل کو پارلیمنٹ نے دستور پاکستان کی آٹھویں ترمیم کے ان حصوں کو منسوخ کر کے، جس کے ذریعے پارلیمنٹ کی بالادستی پر قدغنیں عائد تھیں، پارلیمنٹ کے اقتدار اعلیٰ کو بحال کرنے کا جو کارنامہ انجام دیا ہے، اس کا یہ پہلو تو یقیناً خوش آئند ہے کہ اس سے دستور کی وہ کیفیت ختم ہو گئی ہے کہ نہ وہ صحیح معنی میں پارلیمانی تھا نہ صدارتی۔ چنانچہ اب پاکستان میں واضح طور پر پارلیمانی نظام مستحکم ہو گیا ہے۔ لیکن ایک تو اس کام میں جس قدر شدید عجلت سے کام لیا گیا ہے اس نے نہ صرف یہ کہ عوام بلکہ خواص بشمول سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو بھی حیران کر دیا ہے بلکہ کچھ شکوک و شبہات کو بھی جنم دیا ہے کہ یہ سب کچھ باہمی رضامندی سے نہیں بلکہ coup-de-tat کے طرز پر ہوا ہے، تاہم اس کے ضمن میں تو ہم اللہ ہی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ملک میں کسی نئی کشاکش کو پیدا نہ ہونے دے۔ البتہ ہمارے نزدیک اس معاملے کا ایک پہلو بہت زیادہ تشویشناک ہے اور وہ یہ کہ پارلیمنٹ نے اپنی بالادستی اور اپنے "اقتدار اعلیٰ" کو بحال کرنے میں تو اتنی چستی سے کام لیا لیکن اللہ کی حاکمیت اور اس کے دین یعنی کتاب و سنت کی بالادستی کو بالفعل نافذ کرنے کا تاحال کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ حالانکہ جمہوریت پارلیمانی ہو یا صدارتی، اس کا کوئی براہ راست تعلق دین سے نہیں ہے، البتہ اللہ کے اقتدار مطلق اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی ہر سطح پر بالادستی کا تعلق اس ملک کے قیام کے مقصد کے ساتھ بھی نہایت گہرا ہے اور اس کی بقا اور استحکام کے ساتھ بھی نہایت فیصلہ کن ہے۔ اور اگرچہ پارلیمانی یا صدارتی نظام کے سوال پر ہماری پختہ رائے تو یہ ہے کہ چھوٹے اور متوازن صوبوں کے ساتھ وفاقی صدارتی نظام زیادہ منطقی بھی ہے اور زیادہ سلیس اور قابل فہم بھی، اور تمدنی ارتقاء کی بلند ترین منزل کا مظہر بھی ہے اور نظام خلافت راشدہ سے قریب تر بھی۔ تاہم ہمارے نزدیک اس کا فیصلہ تو جلد یا بدیر ملک میں کسی ریفرنڈم کے ذریعے کرایا جا سکتا ہے۔ البتہ جس طرح مسلم لیگ کی حکومت کو ۱۹۴۶ء میں جو زبردست انتخابی کامیابی ہوئی تھی اس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا تھا، اسی طرح اب دوبارہ اس طرح کا مینڈیٹ ملنے کے باوجود اس نے پاکستان کو خالص اسلامی ریاست یعنی "جمہوری خلافت" نہ بنایا تو شدید اندیشہ ہے کہ عذاب الٰہی کا جو کوڑا پہلے پچیس برس کے لگ بھگ گزر جانے پر ۱۹۷۱ء میں ہماری پیٹھ پر پڑا تھا اس کے نتیجے میں تو پاکستان دولخت ہی ہوا تھا، اب کہیں اس گولڈن جوبلی والے سال میں ہم پر وہ آخری اور عظیم تر عذاب مسلط نہ ہو جائے، جس کے نتیجے میں ہم ع تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں" کے مصداق بن کر رہ جائیں۔ ع "حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

بنا بریں ہمارا مطالبہ ہے کہ دستور پاکستان کو عملاً اسلامی بنانے یا بالفاظ دیگر دستور خلافت کی تکمیل کی غرض سے:

۱) پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ ۲۔ الف (قرارداد مقاصد) کے منافی ہے اسے یا تو خارج کر دیا جائے یا صراحتاً قرارداد مقاصد کے تابع کیا جائے۔

۲) دفعہ ۲ ہی میں شق "ب" کا اضافہ کیا جائے کہ: "پاکستان میں وفاقی، صوبائی، ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی"۔

۳) دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان، مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

۴) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد ہوں!

مزید برآں

اللہ اور رسولؐ سے جنگ ختم کرنے کے لئے:

۱) اندرون ملک سود کی ادائیگی فوراً بند کی جائے اور اصل زر کی واپسی تدریجاً اور بہ سہولت کی جائے اس سے ہمارے اس سال کے بجٹ پر سے بہت بڑا بوجھ اتر جائے گا۔

۲) ناداروں، بیواؤں، یتیموں وغیرہ کی کفالت کے لئے زکوٰۃ کا متبادل نظام قائم و نافذ کیا جائے۔

۳) بینکنگ اور انوسٹمنٹ کے ضمن میں گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا وہ سرکلر از سر نو عزم بالجزم اور کڑی نگرانی کے ساتھ نافذ کیا جائے کہ اس کی خلاف ورزی نہ کی جا سکے جو یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے نافذ کیا گیا تھا لیکن پھر پختہ ارادے اور نگرانی کی کمی کے باعث معطل ہو کر رہ گیا۔

۴) زرعی اراضی کے ضمن میں ایک اعلیٰ سطحی لینڈ کمیشن قائم کیا جائے جو یہ فیصلہ کرے کہ آیا پاکستان کی اراضی خراجی ہیں یا عشری۔ اگر خراجی ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے تو جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کے پورے نظام کو ختم کر کے زمین کاشتکاروں کے حوالے کی جائے۔ جن سے خراج وصول کیا جائے ـــــ جو پاکستان کے خزانے کی آمدنی کی اہم ترین مد بن جائے گی اور جس کے بعد بہت سے ٹیکس خصوصاً انکم ٹیکس کی ان شاء اللہ ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

دستور اسلامی کے بائیس متفقہ نکات

اور ان پر دستخط کرنے والے اکتیس علماء کرام رحمہم اللہ کے اسماء گرامی

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را!!

پاکستان میں

اسلامی ریاست ___ یا ___ نظام خلافت

کے قیام کے لئے پہلی پیش رفت ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو

قرارداد مقاصد

کی منظوری کے ذریعے ہوئی ۔ اور اگلے ہی سال یعنی ۱۹۵۰ء میں

دوسرا عظیم معجزہ

رونما ہو گیا۔ یعنی تمام فرقوں اور مسلکوں کے ۳۱ سربر آوردہ علماء کا

ملکی دستور کے بائیس بنیادی اصولوں پر کامل اتفاق ہو گیا۔

اس کے بعد سے اب تک جو کچھ ہوا وہ ایک تلخ داستان ہے جس کے دہرانے سے کچھ حاصل نہیں ___ اب حالیہ ملکی انتخابات کے بعد پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کو جو نئی زندگی ملی ہے' سب کو مل جل کر کوشش کرنی چاہئے کہ اس سے ع "ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا!" والی کیفیت پیدا ہو جائے۔

۲۲ نکات کا مکمل متن درج ذیل ہے

۱۔ اصل حاکم تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العزت ہے۔

۲۔ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہو گا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

۳۔ یہ ملک کسی جغرافیائی' نسلی' لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہو گا جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔

۴۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ قرآن و سنت کے بنائے ہوئے معروفات کو قائم کرے' منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کو ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری تعلیم کا انتظام کرے۔

۵۔ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہو گا کہ وہ مسلمانان عالم کے رشتہ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت جاہلیہ کی بنیاد پر نسلی' لسانی' علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶۔ مملکت بلاامتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی انسانی ضروریات یعنی غذا' لباس' مسکن' معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہو گی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں' عارضی طور پر بے روزگاری' بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعی اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷۔ باشندگان ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو' آزادی مذہب و مسلک' آزادی عبادت' آزادی ذات' آزادی اظہار رائے' آزادی نقل و حرکت' آزادی اجتماع' آزادی اکتساب رزق' ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادے کا حق۔

۸۔ مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کے سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹۔ مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔ انہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہو گا۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہو گا کہ ان ہی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰۔ غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انہیں اپنے شخصی معاملات کے فیصلے اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱۔ غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدود شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوق شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ان میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲۔ رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳۔ رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا کسی جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴۔ رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی، یعنی وہ ارکان حکومت اور منتخب نمائندگان جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵۔ رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶۔ جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت رائے سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷۔ رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانون مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸۔ ارکان و عمال حکومت اور شہری کے لئے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا۔ اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹۔ محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تا کہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰۔ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا، مگر انہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

اس بائیس نکاتی دستاویز کو اتفاق رائے سے تیار کرنے والے علماء کرام جو مختلف فقہی مکاتب سے تعلق رکھتے ہیں، کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ (علامہ) سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)
۲۔ (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)
۳۔ (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف، ریاست قلات)
۴۔ (مولانا) بدر عالم (استاذ الحدیث، ٹنڈو الہ یار، سندھ)
۵۔ (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ، اشرف آباد، سندھ)
۶۔ (مولانا) محمد عبدالحامد قادری، بدایونی (صدر جمعیت العلماء پاکستان)
۷۔ (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)
۸۔ (مولانا) محمد ادریس کاندھلوی (شیخ الجامعہ، جامعہ عباسیہ، بہاولپور)
۹۔ (مولانا) خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس، ملتان شہر)
۱۰۔ (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور)
۱۱۔ (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف، سرحد)
۱۲۔ (مولانا) محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر، اشرف آباد، سندھ)
۱۳۔ (حاجی) خادم الاسلام محمد امین (المجاہد آباد، پشاور، صوبہ سرحد) خلیفہ حاجی ترنگ زئی
۱۴۔ (قاضی) عبدالصمد سربازی (قاضی قلات، بلوچستان)
۱۵۔ (مولانا) اطہر علی (صدر جمعیت العلماء اسلام، مشرقی پاکستان)
۱۶۔ (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمعیت حزب اللہ، مشرقی پاکستان)
۱۷۔ (مولانا) راغب حسن (نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)
۱۸۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (سرسینہ شریف، مشرقی پاکستان)
۱۹۔ (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام، پاکستان)
۲۰۔ (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیت، اہلحدیث، مغربی پاکستان)
۲۱۔ (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام)
۲۲۔ (مفتی حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)
۲۳۔ (مولانا) محمد اسماعیل (ناظم جمعیت اہلحدیث، پاکستان، گوجرانوالہ)
۲۴۔ (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دار الہدیٰ، ٹھیڑھی، خیرپور میرس)
۲۵۔ (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور)
۲۶۔ (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی)
۲۷۔ (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام)
۲۸۔ (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)
۲۹۔ (مولانا) مفتی صاحب داد عفی عنہ (سندھ، مدرسہ الاسلام، کراچی)
۳۰۔ (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سیکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز، پاکستان)
۳۱۔ (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد، سندھ)

(ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ --- ۹/ فروری ۱۹۵۱ء)

پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ

اور اس میں اسلامی دفعات کی تدریجی شمولیت کے پس منظر میں

"تکمیل دستور اسلامی" یعنی "قیام نظام خلافت" کے لئے

ناگزیر دستوری ترامیم

اور ——— اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ کے خاتمے کا مطالبہ

یوں تو پاکستان میں دستور سازی کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی تاریخ ویسے بھی قابل رشک نہیں ہے' لیکن دستور پاکستان میں اسلامی ریاست یا نظام خلافت کے تقاضوں کو پورا کرانے کا عمل تو تاحال اصولی اعتبار سے بھی بہت تشنہ ہے اور عملی اعتبار سے تو بالکل ہی غیر موثر ہے۔ بہرکیف پاکستان میں دستور سازی کی تاریخ کو اگر اجمالاً بیان کیا جائے تو حسب ذیل صورت سامنے آتی ہے۔

○ ۱۲/ مارچ ۴۹ء کو "قرارداد مقاصد" کی منظوری نے یقیناً اس ملک کی ایک منزل بھی متعین کر دی تھی اور اسلامی دستور کا ایک بنیادی تقاضا حاکیت الٰہی کا اقرار واعتراف بھی پورا کر دیا تھا۔

○ لیکن پھر ۵۰ء میں جو پہلی بی پی سی رپورٹ جناب لیاقت علی خان نے پیش کی تھی اس میں تو سرے سے دینی و مذہبی اعتبار سے کوئی پیش رفت تھی ہی نہیں'

○ البتہ بعد ازاں ۵۲ء میں جو دوسری رپورٹ خواجہ ناظم الدین نے پیش کی اس میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ علماء بورڈز قائم کرنے کی تجویز شامل تھی۔

○ پھر جب یہ دونوں رپورٹیں اصلاً اس لئے مسترد ہو گئیں کہ ان میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین توازن کا کوئی متفق علیہ فارمولا سامنے نہیں آ سکا تھا تو ۵۳ء میں محمد علی بوگرا نے نیا فارمولا پیش کیا جس پر خاصا اتفاق رائے تھا۔ اس میں علماء بورڈز کی بجائے اس امر کا فیصلہ کہ کوئی قانون کتاب وسنت کے منافی ہے یا نہیں سپریم کورٹ کے حوالے کرنا تجویز کیا گیا تھا۔

○ لیکن ابھی اس پر عمل درآمد شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ ۵۴ء کے صوبائی انتخابات کے نتائج کی صورت میں مشرقی پاکستان میں انقلاب آ گیا۔ چنانچہ وہاں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کی سیاسی موت واقع ہو گئی اور وہ ۳۱۰ کے ایوان میں بمشکل ۱۰ سیٹیں حاصل کر سکی۔ ادھر مغربی پاکستان میں بھی حالات دگرگوں تھے۔ چنانچہ اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر گورنر جنرل غلام محمد نے ۲۴/ اکتوبر ۵۴ء کو آئین ساز اسمبلی ہی کو برخواست کر دیا اور اس طرح اب تک کا کیا دھرا صفر ہو گیا۔

○ اس کے بعد خدا خدا کر کے ۵۶ء میں چودھری محمد علی کی مساعی سے دستور بنا جس میں کچھ اسلامی دفعات بھی شامل کی گئیں اور ساتھ ہی شریعت کے مطابق قانون سازی میں رہنمائی فراہم کرنے کے لئے ایک کونسل فار اسلامک آئیڈیالوجی کا قیام عمل میں آیا۔

○ لیکن ابھی اس کے تحت عام انتخابات کا مرحلہ طے ہونا باقی ہی تھا کہ ۵۸ء میں مارشل لاء لگا دیا گیا۔ اور دستور کا معاملہ پھر SQUARE ONE میں آ گیا۔

○ پھر جنرل ایوب خان نے چیف جسٹس (ر) شہاب الدین کی سربراہی میں آئینی کمیشن کے ذریعے نیا صدارتی طرز کا دستور بنوایا جسے یکم مارچ ۶۲ء کو نافذ کیا گیا۔ اور اب "C.I.I" کے "شانہ بشانہ" ادارۂ تحقیقات اسلامی بھی ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی سربراہی میں قائم کیا گیا۔ لیکن اپنی دس گیارہ سالہ حکومت کے دوران جنرل ایوب خان نے شریعت اسلامی کے نفاذ کی جانب کوئی پیش قدمی کرنے کی بجائے الٹی زقند لگائی اور نئے عائلی قوانین نافذ کئے جن کی متعدد دفعات کو شیعہ اور سنی' دیوبندی اور بریلوی' اہل حدیث اور جماعت اسلامی سب کی چوٹی کی قیادت نے غیر اسلامی قرار دیا۔

○ بہرحال ۶۹-۶۸ء کے ہنگاموں کے بعد وہ رخصت ہوئے تو حکومت اپنے ہی بنائے ہوئے دستور کے مطابق سپیکر نیشنل اسمبلی جناب عبدالجبار خاں کے حوالے کرنے کی بجائے جنرل یحییٰ خان کے حوالے کر دی جن کے زیر انتظام ۷۰ء کے الیکشن ہوئے جن کے نتیجے میں ملک دولخت ہو گیا۔

○ اس کے بعد' یہ تسلیم کیا جانا چاہئے کہ' یہ کارنامہ ذوالفقار علی بھٹو نے سرانجام دیا کہ ۷۳ء میں ایک متفق علیہ دستور بنوا لیا جس کے حق میں ۱۲۸ کے ایوان میں سے ۱۲۵ نے رائے دی۔ اس دستور میں اسلامی اعتبار سے بھی بعض پہلوؤں سے کچھ پیش رفت ہوئی' یعنی (i) پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دیا گیا۔ (ii) دفعہ نمبر ۲ کی رو سے اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا (iii) صدر اور وزیر اعظم دونوں بلند ترین عہدوں کے لئے مسلمان ہونے

کی شرط عائد کی گئی۔ (iv) کتاب و سنت کے مطابق قانون سازی کو کم از کم منزل مقصود ضرور قرار دے دیا گیا۔

○ لیکن صرف چار سال بعد ہی، جبکہ ابھی مزید کوئی بھی پیش رفت عملاً نہیں ہو سکی تھی مارچ ۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے خلاف PNA کی ایجی ٹیشن ہوئی اور ملک تیسرے مارشل لاء کی گود میں چلا گیا۔ جس سے آئینی اعتبار سے رستگاری ۸۵ء میں ۷۳ء کی آئین کی بعض ترامیم کے ساتھ بحالی کے ذریعے ہوئی۔

○ البتہ اپنے دور اقتدار میں جنرل ضیاء الحق نے آئینی سطح پر اسلام کی ترویج اور شریعت اسلامی کی تنفیذ کی جانب دو مزید قدم اٹھائے۔ یعنی (i) یہ کہ قرارداد مقاصد کو دیباچہ کے علاوہ دستور کی دفعہ ۲۔ الف کی رو سے دستور کا جزو لاینفک بنا دیا (ii) ابتداء عدالت ہائے عالیہ میں شریعت بنچ بنوائے — اور بعد ازاں ایک فیڈرل شریعت کورٹ قائم کر دی جس کے ذمہ یہ کام سپرد ہوا کہ وہ کسی بھی، پہلے سے موجود، یا زیر تجویز یا نئے منظور شدہ، قانون کا از خود یا کسی حکومتی ادارے یا پاکستان کے شہری کی درخواست پر جائزہ لے کر کہ آیا یہ کتاب و سنت کے منافی ہے یا نہیں فیصلہ صادر کر سکتی ہے!

اس عدالت کے ضمن میں جہاں اس اعتبار سے بڑی واضح اور فیصلہ کن عملی پیش رفت موجود تھی کہ اگر وہ کسی بھی قانون کو جزوی یا کلی طور پر کتاب و سنت کے منافی قرار دے تو وہ ایک مہلت معین کر دے گی کہ اس کی جگہ متعلقہ قانون ساز ادارہ متبادل قانون سازی کر لے، اسلئے کہ اس مہلت کے خاتمے پر وہ قانون کالعدم ہو جائے گا۔ تاہم اس عدالت کے حدود کار سے چار امور مستثنیٰ کر دیئے گئے: (i) دستور پاکستان (ii) عدالتی قواعد و قوانین (iii) مسلم فیملی لاز اور (iv) مالی قوانین — اور اس طرح یہ عدالت بہت حد تک غیر موثر ہو کر رہ گئی۔ (ان چار امور میں سے آخری یعنی مالیاتی امور کا معاملہ صراحت کے ساتھ ایک معین مدت کیلئے تھا جس کے پورے ہونے پر عدالت کے ہاتھ کھل گئے۔ چنانچہ اس نے "بینک انٹرسٹ" کے "ربا" ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جس کے خلاف اس وقت کی حکومت نے سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بنچ میں اپیل دائر کر دی اور اس طرح اسے سرد خانے میں ڈال دیا گیا!)

بہرحال اب جبکہ لگ بھگ نصف صدی کے بعد حالیہ ملکی انتخابات کے نتائج کی صورت میں پاکستان کی بانی جماعت مسلم لیگ کا احیاء جناب محمد نواز شریف کی قیادت میں ہو گیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے دونوں بلند ترین ایوانوں میں وہ دو تہائی اکثریت بھی عطا کر دی ہے جس کے ذریعے دستور میں ترمیم کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ :

۱) پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ ۲۔ الف (قرارداد مقاصد) کے منافی ہے اسے یا خارج کر دیا جائے یا صراحتاً قرارداد مقاصد کے تابع کیا جائے۔

۲) دفعہ ۲ ہی میں شق (ب) کا اضافہ کیا جائے کہ: "پاکستان میں وفاقی، صوبائی، ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جاسکے گی"۔

۳) دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان، مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

۴) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد ہوں!

مزید برآں

فیڈرل شریعت کورٹ نے جو فیصلہ بینک انٹرسٹ کے "ربا" اور اس کے نتیجے کے طور پر حرام مطلق ہونے کے ضمن میں دیا تھا اس کے مطابق ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ بند کر دی جائے۔

بصورت دیگر اندیشہ ہے کہ :

قیام پاکستان کے بعد ۲۵ برس بعد تو ملک دولخت ہو گیا تھا، اب مزید ۲۵ برس کی تکمیل پر "خدانخواستہ" ملک "نسیا منسیا" اور قوم "مغضوب علیہم" کی مصداق نہ بن جائے!

ع "حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

شادی کی تقریبات میں دعوت طعام کے ضمن میں ہمارا موقف

۱) نکاح اور ولیمہ کے سوا تمام تقریبات پر مکمل پابندی نہایت مستحسن اقدام ہے! اسی طرح آتشبازی اور آرائشی روشنیوں پر پابندی بھی نہایت مناسب ہے۔

۲) مجالس نکاح کے ضمن میں حدیث نبوی ﷺ: "اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد" (ترمذی) کے مطابق لازم کر دیا جائے کہ وہ مسجدوں ہی میں منعقد ہوں — اور اس موقع پر سوائے چھواروں یا اسی قسم کی خشک شیرینی کے اور کچھ پیش نہ کیا جائے (تاکہ مسجدوں کے فرش صاف رہیں)!

۳) البتہ ولیمہ کی دعوت کو سنت موکدہ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے ضمن میں بہتر یہ ہے کہ صرف یہ پابندی لگا دی جائے کہ صرف ایک کھانا پیش کیا جائے اور اس سلسلے میں مختلف کھانوں اور ان کے ساتھ لوازمات (شیرینی، چٹنی، رائتہ وغیرہ) کی صراحت کے ساتھ "MENUS" پر ہوٹلوں اور شادی گھروں کی جانب سے ممکن اہتمام پر کسی بھی اضافے پر پابندی عائد کی جا سکے [illegible] ہوٹلوں وغیرہ میں ہوں تب بھی اس کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے۔

دستور پاکستان کی دفعہ ۲ الف

قرار داد مقاصد کی عملی حیثیت

جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن کی ایک چشم کشا تحریر

(ماخوذ از "نوائے وقت" لاہور ـ ۲۵ جولائی ۹۶ء)

آرٹیکل ۲ الف کے بارے میں ملک کی مختلف عدالت ہائے عالیہ نے اظہار خیال کیا۔ چنانچہ :

○ ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۱ء کے دوران عدالت عالیہ سندھ نے اپنے متعدد فیصلوں کی رو سے یہ قرار دیا کہ وہ قانون جو آرٹیکل ۲ الف کے تحت قرارداد مقاصد میں بیان کردہ اصولوں اور ضابطوں کے خلاف ہے کالعدم ہے۔

○ جبکہ عدالت عالیہ سندھ ہی کے چند دیگر فیصلوں میں زور دیا گیا کہ آرٹیکل ۲ الف قوت نافذہ سے محروم ہے اور یہ از خود متحرک نہیں ہے، چنانچہ اس کی بنیاد پر دستور یا قانون کی کوئی دفعہ آرٹیکل ۲ الف سے متصادم ہونے کے باوجود کالعدم قرار نہیں دی جاسکتی۔

○ سپریم کورٹ میں متعدد مقدمات میں آرٹیکل ۲ الف کو بطور دلیل پیش کیا گیا لیکن فاضل عدالت نے مقدمہ کو کسی دوسرے نکتہ پر نمٹلیا اور آرٹیکل ۲ الف کے بارے میں "عقل و دانش" کے مزید اکٹھا ہونے کا انتظار مناسب سمجھا۔

○ خود عدالت عظمیٰ کے اپنے الفاظ میں "اتفاق وقت" سے ایک مقدمہ سپریم کورٹ کے روبرو ایسا پیش ہوا کہ جس میں براہ راست آرٹیکل ۲ الف کے اثر قانونی کا سوال درپیش تھا وہ یہ کہ لاہور ہائی کورٹ کے ایک اجلاس کاملہ نے مقدمہ سکینہ بیگم بنام فیڈریشن آف پاکستان (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء لاہور ۹۹) سندھ ہائی کورٹ کے بعض فیصلوں کی روشنی میں یہ قرار دیا کہ دستور کی آرٹیکل ۴۵ جو صدر مملکت کو اختیار دیتی ہے کہ وہ کسی بھی مجرم کی کسی بھی سزا کو معاف کر سکتا ہے یا کمی کر سکتا ہے، آرٹیکل ۲ الف کے خلاف ہے۔ اس لئے آرٹیکل ۴۵ غیر موثر ہے۔ چنانچہ صدر سزا میں کمی یا معاف نہیں کر سکتا جبکہ جرم قابل حد یا قصاص بھی ہو، مثلاً قتل کے مقدمہ میں جس میں قصاص کے طور پر سزا دی گئی ہو اس میں صدر کو معاف کرنے یا سزائے موت کو سزائے حبس دوام میں تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنی وزارت عظمیٰ کے دور میں ۹۰-۱۹۸۸ء میں (دور اول) تقریباً ۱۷سو مجرموں کی سزاؤں میں ردو بدل کیا تھا اور اپنی سفارش کے ساتھ معاملات صدر مملکت کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ چنانچہ صدر نے ایک فرمان کے ذریعہ ان سفارشات کو قانونی شکل دی تھی۔

○ سکینہ بیگم کے مقدمہ میں دیئے گئے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی۔ چنانچہ عدالت عظمیٰ نے عدالت عالیہ لاہور کا فیصلہ منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا کہ عدالت آرٹیکل ۲ الف کی بنیاد پر دستور کی کسی دفعہ کو منسوخ نہیں کر سکتی یہ کام مقننہ کا ہے۔ اگر وہ دستور کی دفعہ ۴۵ کو آرٹیکل ۲ الف سے متصادم پائے تو متعلقہ دفعہ میں ترمیم یا تنسیخ کے عمل سے اس تناقص کو دور کر سکتی ہے۔ (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء، سپریم کورٹ، ص ۵۹۵)

فاضل عدالت نے اپنے اس فیصلہ کی تائید میں مختلف دلائل کا سہارا لیا ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ عدالت عظمیٰ نے اس امر کا جائزہ لینے سے گریز کیا کہ آیا دستور کی دفعہ ۴۵ آرٹیکل ۲ الف سے متصادم ہے یا نہیں؟ جسٹس ہولان اسٹون نے سچ ہی کہا تھا کہ عدالتی اختیار کے استعمال میں صرف ایک ہی رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ ہے "جج صاحبان کا اپنا ذاتی گریز اور اجتناب"

خبر نہیں کن مصلحتوں کے سایہ میں سپریم کورٹ نے ایسا کرنا مناسب خیال کیا۔ شاید اس لئے کہ دونوں دفعات کے باہمی تصادم کا جائزہ لینے پر تصادم واضح ہونے کی صورت میں دونوں دفعات کی بیک وقت دستور میں موجودگی مشکلات کا باعث ہوتی جیسا کہ سپریم کورٹ نے اپنے اس فیصلہ میں خود لکھا ہے کہ اگر آرٹیکل ۲ الف کو موثر قرار دے دیا جائے یعنی دستور کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو کم و بیش پورا دستور چیلنج ہو جائے گا اور تمام دستور کو از سر نو مرتب کرنا پڑے گا۔ واضح رہے کہ وفاقی شرعی عدالت کو دستور کے ازروئے صدارتی فرمان نمبر ۱ بابت ۱۹۸۰ء، قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لینے سے روز اول سے باز رکھا گیا۔

○ اور اب سپریم کورٹ نے حاکم خاں بنام مقدمہ فیڈریشن (پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء سپریم کورٹ ۹۵ء) کی "اسلامائزیشن" بذریعہ عدالت سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دیا ہے حالانکہ اس سے

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

جسٹس ہولان اسٹون نے سچ ہی کہا تھا کہ عدالتی اختیار کے استعمال میں صرف ایک ہی رکاوٹ ہوتی ہے اور وہ ہے "جج صاحبان کا اپنا ذاتی گریز اور اجتناب"

جاگیرداری نظام :

پاکستان کی سیاسی اور معاشرتی خرابیوں کی جڑ

تحریر : جسٹس (ر) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

تحریک پاکستان میں برصغیر ہند کے عام مسلمانوں نے حصہ لیا جن کی اکثریت غریب اور متوسط درجہ کے لوگوں پر مشتمل تھی۔ امیر گھرانوں کی ایک قلیل تعداد بھی مابعد اس میں شامل ہو گئی لیکن روایتی جاگیردار اور زمیندار طبقہ تحریک پاکستان سے ' خال خال مثالوں کو چھوڑ کر ' کنارہ کش ہی رہا' البتہ بالکل آخر میں پاکستان بنتا دیکھ کر کچھ زمیندار لوگ بھی اس میں شریک ہو گئے۔

چنانچہ قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں کا متوسط طبقہ ہی ملکی سیاست میں قافلہ سالار تھا۔ جان و مال کی بے مثال قربانیاں بھی غریب اور متوسط طبقہ کے لوگوں ہی نے دیں لیکن تشکیل پاکستان کے بعد متوسط طبقہ پس منظر میں چلا گیا اور سیاست میں جاگیرداروں اور زمینداروں کا اثر و نفوذ بڑھتا گیا اور خاص کر مشرقی پاکستان (یادش بخیر) کے علیحدہ ہو جانے کے بعد تو اس کا قبضہ مضبوط تر ہوتا گیا۔ خود ذوالفقار علی بھٹو جو سوشلزم کے سب سے بڑے مدعی اور پرچارک بن کر اقتدار میں آئے' جاگیردار طبقہ کے سب سے بڑے پشتیبان ثابت ہوئے کیونکہ وہ خود جاگیردار تھے۔ حتیٰ کہ عقیل حسن جعفری جو پیپلز پارٹی کے لئے اپنے دل میں گوشہ نرم رکھتے تھے یہ لکھنے پر مجبور ہوئے کہ "بھٹو دور میں جاگیردار طبقہ ایک مرتبہ پھر کاروبار مملکت پر حاوی آگیا" ۱۹۷۷ء کے عام انتخابات کے بعد جو اسمبلی وجود میں آئی اس میں صرف سندھ اور پنجاب کے ۶۱ جاگیردار تھے۔ سرحد اور بلوچستان کے خوانین ("خان" کی جمع) سردار اور جام صاحبان الگ تھے"۔ ملاحظہ ہو "پاکستان کے سیاسی وڈیرے" (مطبوعہ لاہور اشاعت چہارم' ص ۱۰) بقول شاعر ع

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

ان جاگیرداروں نے پاکستان کو خوب لوٹا۔ پاکستان کے بے پناہ وسائل سے ہر طرح فائدہ اٹھایا مگر پاکستانی قوم کو انہوں نے کچھ نہ دیا۔ علامہ اقبال کے فرزند دلبند جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال نے قائد اعظم کے یوم وفات (۱۱ ستمبر) کے موقع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "پنجاب کے یونینسٹ جاگیردار آخری موقع پر مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ بنگال میں جاگیرداری کا خاتمہ ہو گیا لیکن مغربی پاکستان میں جاگیرداریت ختم نہ ہوئی۔ چنانچہ پاکستان میں آج بھی ہم پر جاگیردار ہی مسلط ہیں"۔ (نوائے وقت کراچی' ۱۲ ستمبر ۱۹۹۶ء) ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء تا ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء چار سال تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمت اسلام کے جو مواقع نصیب فرمائے اور اس دوران اسلام کی جو اور جتنی خدمت ہوئی اس پر میں جس قدر شکر کروں کم ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ موجودہ زمینداری سسٹم پر کونسل کی رپورٹ ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھی کہ ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء کو میری چیئرمین شپ کی مدت ختم ہو گئی اور میں بحیثیت جج ہائی کورٹ میں واپس آگیا (ملاحظہ ہو سالانہ رپورٹ کونسل ۱۹۸۴ء) صدر ضیاء الحق مرحوم نے کونسل کی تشکیل جدید کو دو سال تک معلق رکھا اور جب سینٹ میں جماعت اسلامی کے ارکان نے کونسل کی عدم تشکیل کے خلاف احتجاج کیا تو صدر صاحب نے ۲۹ مئی ۱۹۸۶ء کو بدرجہ مجبوری کونسل کی تشکیل جدید کی' لیکن اس کونسل نے اور مابعد کونسل نے ملک میں رائج الوقت زمینداری سسٹم کے بارے میں کوئی پیش رفت نہ کی اور آج کل تو اس کا سوال ہی سرے سے پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جونیجو لیگ (جس کی اکثریت ایس ایم ظفر سابق وزیر قانون کے وائس آف امریکہ کو دیئے گئے انٹرویو کے مطابق زمینداروں اور جاگیرداروں پر مشتمل ہے) کے سیکرٹری جنرل کونسل کے چیئرمین ہیں۔ البتہ جب چند ماہ بعد کونسل کی پھر تشکیل کا مرحلہ آئے اور اس میں صحیح ارکان شامل ہوں اور اس کے چیئرمین بھی غیر سیاسی اور صحیح معنوں میں اسلامی نظریاتی ہوں تو پھر اسے چاہئے کہ وہ سب سے پہلے رائج الوقت زمینداری سسٹم کا جائزہ لے کہ اس کے کون کون سے پہلو قرآن و سنت کے احکام کے منافی ہیں۔ اس سلسلہ میں بنیادی مسئلہ یہ ہونا چاہئے کہ کیا پاکستان کی زمینیں خراجی (مملکت کی ملکیت) ہیں یا عشری' نیز یہ کہ اس امر کی تحقیق بھی لازمی ہے کہ جو جاگیرداریاں آج قائم ہیں ان کی ملکیت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز یہ کہ موجودہ غیر حاضر زمینداری سسٹم کی کس قدر اسلام میں گنجائش ہے لیکن اس راہ کا سب سے بھاری پتھر یہ ہے کہ یہ جاگیریں انگریزوں نے اپنے وفاداروں کو انعام کے طور پر عطا کی تھیں کیونکہ ان کے آباؤ و اجداد نے مسلمانوں کے مفادات سے غداری کی تھی جیسا کہ میاں نواز شریف نے بھی ۸ ستمبر کو قومی اسمبلی میں اپنی زندگی کی غالباً سب سے لمبی پارلیمانی تقریر میں کہا تھا۔ ظاہر ہے کہ تحقیق کا یہ دوسرا جزو اسلامی نظریاتی کونسل کے لئے سخت دشوار اور قریباً ناممکن ہو گا اور اس کے لئے جب تک حکومت ایک بااختیار عدالتی کمیشن تشکیل نہ دے ایسا کرنا ممکن نہ ہو گا۔ لیکن موجودہ حکومت سے اس کی کوئی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اب لے دے کر وفاقی شرعی عدالت رہ جاتی ہے جو رائج الوقت زرعی قوانین کا کتاب و سنت کی روشنی میں جائزہ لے لیکن نواز شریف حکومت کے آخری سال (۱۹۹۳ء) اور موجودہ حکومت کے دور میں سیاسی مصالح کی بنا پر اس عدالت کا یہ حال ہوا ہے کہ گزشتہ چار سال میں شریعت کا کوئی کام نہیں ہوا اور اب تو رہی سہی توقع بھی ختم ہو گئی۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے آٹھ ججوں کے بجائے اب صرف چیف جسٹس اور ایک جج ہیں۔ سپریم کورٹ شرعی اپیلیٹ بینچ میں کوئی عالم جج نہیں یعنی موجودہ حکومت نے تینوں آئینی اسلامی اداروں (اسلامی نظریاتی کونسل' وفاقی شرعی عدالت اور شرعی اپیلیٹ بینچ) کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔

تقریباً ایک ماہ قبل ایک اخباری اطلاع کے مطابق ملک بھر میں اس وقت کل ۲۴۵۷ جاگیردار ہیں۔ جنہوں نے ۹۶-۱۹۹۵ء میں صرف ۲۸ لاکھ روپے ویلتھ ٹیکس ادا کیا ہے۔ ۹۵-۱۹۹۴ء میں

۱۷۶۴ جاگیرداروں نے ۲۴ لاکھ روپے کا ٹیکس ادا کیا تھا۔ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کے ذرائع کے مطابق اوسط ٹیکس فی جاگیردار ۱۱۵۰ روپے بنتا ہے۔ سینٹرل بورڈ آف ریونیو کے ذرائع سے معلوم ہوا کہ (پاکستان کے شہریوں سے) گزشتہ سال دو کھرب ۶۹ ارب روپے کے ٹیکس وصول کئے گئے جو اس سے پچھلے سال کے مقابلہ میں تین ارب بیس کروڑ روپے زائد تھے۔ ان ذرائع کے مطابق صرف تنخواہ دار طبقہ پانچ ارب بیس کروڑ روپے ادا کرتا ہے۔ (جسارت کراچی ۱۱/اگست ۹۶ء)

ان اعداد و شمار کو ایک بار پھر پڑھئے۔ ہمارے ملک کا جاگیردار اور زمیندار طبقہ صرف چند لاکھ روپے دولت ٹیکس ادا کرتا ہے۔ مگر اپنی بے اندازہ دولت کی بنیاد پر اور سیاسی گٹھ جوڑ کے ذریعہ کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے بینکوں اور مالیاتی اداروں سے بطور قرض حاصل کرتا ہے اور پھر انہیں ہڑپ کر جاتا ہے۔ کوئی سات' آٹھ سال پہلے کی بات ہے مجھے ایک بڑے شیڈولڈ بینک کے چیئرمین نے بتایا تھا کہ زمینداروں' جاگیرداروں کی زمین کی مالیت بغرض ٹیکس دس روپے فی یونٹ کے حساب سے لگائی جاتی ہے لیکن وہ اس زمین کو قرضہ حاصل کرنے کے لئے گروی رکھتے ہیں تو اس کی قیمت چار سو روپے فی یونٹ ہوتی ہے۔ (اس سلسلہ میں انہوں نے شاید کسی سرکلر کا ذکر بھی کیا تھا) لطف کی بات یہ ہے کہ ان جاگیرداروں' زمینداروں کے لئے زرعی ترقیاتی بینک قائم کئے گئے ہیں چنانچہ لاکھوں ایکڑ بنجر اراضی کے عوض اربوں روپیہ زرعی بینکوں سے قرضہ لیا گیا اور ان زرعی بینکوں سے قرض لینے کی صورت میں زمینداروں اور جاگیرداروں کے خلاف وصولی قرضہ کے مقدمات عام کمرشل بینکوں کی طرح بینکنگ ٹربیونل میں دائر نہیں کئے جاتے۔ یہاں بھی انہیں تحفظ دیا گیا ہے۔ ایگریکلچر ڈیویلپمنٹ کارپوریشن آرڈی نینس میں قرضوں کی معافی کے لئے ایک دفعہ رکھی گئی جو سیاسی گٹھ جوڑ کے لئے حکمرانوں کے ہاتھ میں ایک موثر حربہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ بقول سینیٹر چوہدری شجاعت حسین حال ہی میں نادہندہ افراد کی جو فہرستیں اسمبلی میں پیش کی گئیں ہیں ان میں زرعی ترقیاتی بینکوں سے لئے گئے قرضوں کا کوئی ذکر نہیں اور نہ ایسے جاگیرداروں اور زمینداروں کے نام ظاہر کئے گئے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے قرضے اثر و رسوخ کی بنا پر معاف کروا لئے حالانکہ ان کی ملکیت لاکھوں کروڑوں کی زمینیں اور جائیدادیں وغیرہ موجود ہیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ جب یہ طبقہ ملکی معاشی ترقی میں کوئی حصہ نہیں لیتا تو اس کے پاس بینکوں یا مالیاتی اداروں سے قرض لینے کا کیا جواز ہے؟ یہی نہیں کہ وہ بلاجواز اربوں روپے قرض لیتا ہے بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ وہ ان قرضوں کو معاف بھی کرا لیتا ہے۔ ساری خباثت سیاسی بازی گروں کی ہے جو روپ بدل کر عوام الناس کے ادا کردہ ٹیکسوں پر عیش کرتے ہیں' گلچھرے اڑاتے ہیں' اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ارکان پارلیمنٹ کی اکثریت چوروں' لٹیروں اور ڈاکوؤں کا ٹولہ ہے۔ حکومت ان کی ساتھی اور عدلیہ غیر موثر' پھر ایسے سارے نظام کی بساط لپیٹ کیوں نہیں دی جاتی؟ سوال یہ ہے کہ بساط لپیٹے کون؟ صدر خود حکمران پارٹی کے منتخب شدہ ہیں۔ پھر اس مل گئے حالات میں کون تبدیلی لائے گا؟ میری رائے میں عوام' عوامی دھرنے' عوامی ریلیاں' عوامی سیلاب اور عوامی اسلامی انقلاب۔ روس اور فرانس کے انقلابات کی تاریخ کچھ زیادہ پرانی تو نہیں' بات صرف اسلامی انقلاب کے لئے رائے عامہ کو ہموار کرنے اور متحرک کرنے کی ہے۔ عوام کے ذریعہ تبدیلی فوراً نہیں آتی۔ اس میں وقت لگتا ہے مگر شرط لازم ہے کہ "خون کو گرم رکھا جائے"۔

وسط مدتی انتخابات سے قبل دستور کے آرٹیکل ۶۲ کے تحت امیدواروں کی اسکریننگ کے لئے عدالتوں کو اختیار دیا جائے جس میں ہر ووٹر کو اپنے حلقہ کے کسی بھی امیدوار کے خلاف کاغذات نامزدگی کی منظوری سے قبل اعتراض داخل کرنے کا حق دیا جائے اور بالفرض کوئی غلط آدمی پارلیمنٹ میں پہنچ جائے تو اس کو دستور کے آرٹیکل ۶۳ کے تحت نااہل قرار دیئے جانے کے لئے ایک آزاد اور خود مختار الیکشن کمیشن کی تشکیل کے ذریعہ موثر نظام قائم کیا جائے تو اس سے اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہونے میں بڑی مدد ملے گی اور ان شاء اللہ بہتر لوگ اسمبلیوں میں پہنچیں گے اور اس طرح یہ اسلامی سیاست و انقلاب کو روبہ کار لانے کی طرف ایک اہم قدم ہوگا۔

("جسارت" ' کراچی' ۷/اکتوبر ۹۶ء)

ہائی سکول کی تعلیم کے دوران ترجمہ قرآن کی تدریس مفید کی بجائے مضر ثابت ہوگی!

اس کی بجائے

اگر حکومت واقعتاً سنجیدہ ہے تو:

۱) پرائمری کے دوران پورے قرآن کی ناظرہ تلاوت مع تجوید'

۲) ہائی سکول کے دوران عربی زبان کی لازمی تدریس ـــــ اور قرآن حکیم کے ایسے منتخب مقامات کا ترجمہ جو ایمانیات' اخلاقیات اور عبادات کے علاوہ دعوت الی الخیر اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب پر مشتمل ہوں۔

۳) بی اے کے چار سال کے دوران پورے قرآن کا ترجمہ' اور

۴) ایم اے کے ساتھ متعلقہ مضمون سے مناسبت رکھنے والی سورتوں اور متعلق آیات کی تفسیر

کا اہتمام کرے! "ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا!
اور درویش کی صدا کیا ہے!!"

پاکستان میں انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ
اور مستقبل کے امکانات

مرتب : حافظ عاطف وحید

۱۔ حرمت سود

مندرجہ ذیل امور پر اب نہ صرف یہ کہ علماء کے مابین کوئی اختلاف نہیں بلکہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل اور فیڈرل شریعت کورٹ دونوں کا فیصلہ بھی اس کی تائید میں ہے کہ :

۱) سود حرام مطلق ہے چاہے وہ "مرکب" ہو یا "سادہ"۔

۲) سود حرام ہے چاہے قرضہ انفرادی ضرورتوں کے لئے ہو یا تجارتی مقاصد کے لئے۔

۳) سود صرف قرض میں ہی نہیں ہوتا بلکہ بیع میں بھی ہوتا ہے۔ قرض کے سود کو (جو کہ عام طور پر روپے پیسے میں ہوتا ہے) ربا النسیئہ اور بیع کے سود کو (جو کہ اشیاء کی خرید و فروخت یا اشیاء کے قرض میں ہوتا ہے) ربا الفضل کہتے ہیں۔

۴) اگر کوئی معاملہ سودی ہو تو اسے حرام جاننا چاہئے' چاہے اس میں "ظلم" بظاہر نظر آئے یا نہ آئے۔ مثلاً اگر صرف ایک فیصد شرح سود پر قرضہ دیا جا رہا ہو تو بھی یہ حرام ہو گا جبکہ اگر کسی بیع میں سو فیصدی منافع کمایا جا رہا ہو اور اس میں کوئی اور شرعی قباحت نہ ہو تو وہ جائز ہو گی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فتنہ انگیزوں کے اعتراض "انما البیع مثل الربا" کا بس اتنا ہی جواب دیا ہے کہ "احل اللہ البیع وحرم الربا"۔

۲۔ پاکستان میں انسداد سود کی کوششوں کی تاریخ

۱) اسلامی آئیڈیالوجی کونسل کا فیصلہ (ruling) 23-12-1969 : اس فیصلے میں ہر نوع کے "interest" کو "ربا" قرار دیا گیا ہے چاہے قرض کا مقصد' شرح اور مدت کچھ بھی ہو اور فریقین کوئی بھی ہوں۔

۲) کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو 29-9-77 کا صدارتی حکم : اس میں کونسل کو حکم دیا گیا کہ وہ غیر سودی اسلامی معیشت کے خدوخال پر مبنی رپورٹ تیار کرے۔ کونسل نے اس مقصد کے لئے ماہرین کا ایک پینل تشکیل دیا جنہوں نے اپنی رپورٹ بنائی۔ کونسل نے اس رپورٹ کا جائزہ لے کر اس میں ضروری ترمیمات کر کے اپنی ایک الگ رپورٹ تیار کی اور 12-6-80 کو جاری کر دی۔ یہ ایک بہت اہم اور غیر سودی مالیات پر ابتدائی اعتبار سے نہایت مفید دستاویز ہے۔ یہ رپورٹ غیر سودی مالیات کے ضمن میں ایک مکمل خاکہ (blueprint) مہیا کرتی ہے اور اس میں تجارتی اور صنعتی مقاصد کے لئے سرمایہ کی فراہمی کے لئے بارہ متبادل صورتیں (alternative modes of financing) بھی تجویز کی گئی ہیں۔

(نوٹ : یہ رپورٹ اواخر ۸۰ء تک وزارت خزانہ کے "سرد خانے" میں پڑی رہی۔ یہاں تک کی اس کی اشاعت عام پر بھی پابندی لگی رہی اور اس کی "رہائی" اور طباعت و اشاعت کی اجازت کا مرحلہ اس وقت طے ہو سکا جب اس وقت کے آئیڈیالوجی کونسل کے چیئرمین جناب جسٹس (ر) تنزیل الرحمٰن صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے اس کی شکایت کی کہ جو اس وقت جنرل ضیاء الحق کی نامزد مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ چنانچہ ان کے پرزور اصرار پر جنرل صاحب موصوف نے اس کی طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی!)

۳) سٹیٹ بینک کا حکم نامہ برائے کمرشل بینکس 1980ء : اس حکم نامہ (circular) میں تمام کمرشل بینکوں کو ہدایت کی گئی کہ یکم جنوری ۸۱ء سے کونسل کی رپورٹ کے مطابق اپنے operations کو اسلامی خطوط پر استوار کر لیں۔ یعنی آئندہ سے نہ تو interest bearing deposits قبول کریں اور نہ ہی interest bearing lending جاری کریں۔ کھاتہ داروں کے لئے پہلے سے جاری کرنٹ اکاؤنٹ کو برقرار رکھتے ہوئے saving account کی بجائے PLS اکاؤنٹ شروع کیا گیا اور تجارتی و صنعتی سرمایہ کاری (financing) کے لئے بینکوں کو مندرجہ ذیل 12 متبادل صورتوں کا پابند کیا گیا :

(i) مضاربہ
(ii) مشارکہ
(iii) اجارہ
(iv) اجارہ واقتناع
(v) equity partication
(vi) rent sharing
(vii) اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے بیع مرابحہ کی صورت میں مارک اپ فائنانسنگ
(viii) جائیداد کی خرید کے لئے buy-back معاہدات
(ix) Participatory Term Certificates
(x) Trade Bills
(xi) Service Charges کی بنیاد پر غیر سودی قرضے اور
(xii) قرض حسنہ

۴) سٹیٹ بینک کا سرکلر نمبر 12 برائے کمرشل بینکس 1984ء : اس سرکلر کے مطابق بینکوں کو اجازت دی گئی کہ وہ بیع مرابحہ کی قیود سے آزاد مارک اپ فائنانسنگ کی اساس پر عام قرضے بھی جاری کر سکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ

بینکوں نے مضاربہ، مشارکہ، اجارہ وغیرہ کی بنیاد پر فنانسنگ ختم کر کے ان میں سے اکثر کے لئے مارک اپ کو اختیار کر لیا اور شرعی طور پر جائز modes of financing میں بھی ایسی تبدیلیاں کر لیں اور ایسی شرائط رکھ لیں کہ ان کی شکل بگڑ کر غیر شرعی یا سودی ہو گئی۔

۵) **فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ 1991ء** : نومبر 91ء کے اس فیصلے کے مطابق ملکی مالیاتی نظام کے جملہ معاملات میں اور قوانین میں interest پر "الربا المحرم" کا اطلاق ہوتا ہے۔ مزید برآں "مارک اپ" کے نام پر جو نام نہاد غیر سودی فنانسنگ جاری ہے وہ بھی درحقیقت "سود" ہی ہے۔ کورٹ نے وفاقی حکومت کو ہدایت دی کہ 30 جون 92ء تک تمام سودی معاملات سے سود کو ختم کر کے غیر سودی متبادلات کو جاری کیا جائے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں مذکورہ تاریخ کے بعد سودی لین دین سے متعلق تمام قوانین غیر موثر ہو جائیں گے۔

۶) **فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف حکومتی اپیل** : حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کے لئے ماہرین کے ذریعے بینکاری کا متبادل نظام تجویز کرنے کی مساعی شروع کرنے کے بجائے سپریم کورٹ کے اپیلیٹ بینچ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل دائر کر دی اور تاحال معاملہ سپریم کورٹ کے پاس pending ہے۔ اس دوران سپریم کورٹ نے ایک سوالنامے کے ذریعے ملک کے معروف علماء، اکانومسٹس اور قانون دانوں سے مختلف معاملات پر ان کی آراء اور تجاویز مانگی ہیں۔ گویا سپریم کورٹ تمام معاملات کا از سر نو جائزہ لینا چاہتی ہے۔

۷) "Commission for Islamization of the Economy" : مرکزی حکومت نے FSC کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کرنے کے ساتھ ساتھ متذکرہ بالا عنوان سے ایک کمیشن بھی قائم کیا جس کا سربراہ سٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر ہی کو بنایا گیا۔ اس کمیشن نے جون 92ء میں ماہرین کے ایک working group کے کام پر مبنی رپورٹ (جو طبع تو ہو گئی ہے لیکن منظر عام سے غائب کر دی گئی ہے) میں یہ رائے دی کہ مارک اپ سمیت تمام قسم کے interest اصلاً ربا ہی ہیں۔

گویا اس طرح انسداد سود کی اب تک کی جملہ مساعی کا حاصل صفر ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں بینکوں کی FINANCING کی اکثر و بیشتر اور اہم تر مدات میں تو اعلانیہ طور پر مارک اپ کا وہ اصول کارفرما ہے جو کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی، فیڈرل شریعت کورٹ، اور کمیشن فار اسلامائزیشن سب کے نزدیک "ربا" ہے۔ مزید برآں جن چند غیر سودی مدات کا آغاز کیا گیا تھا ان میں سے بعض اگرچہ بظاہر ابھی جاری ہیں، جیسے اجارہ، مشارکہ، تعمیراتی فنانسنگ اور N.I.T، ICP کی سکیمیں، ان سب کے قواعد و ضوابط میں بھی رفتہ رفتہ جو تبدیلیاں کر دی گئی ہیں ان کی بنا پر یہ سب بھی "ربا" ہی کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور ۱۹۹۱ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے سے جو نئی تاریخ شروع ہوئی تھی اسے اپیل کے "سرد خانے" میں "منجمد" کر دیا گیا ہے!

۳ - موجودہ صورتحال

ا) بینکنگ

بینکوں کے operations میں فی الوقت مشکل ہی سے کوئی ایسا عمل ہو گا جس کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکے کہ وہ عین شرعی اصولوں کے مطابق ہے۔ خاص کر بینکوں کی آمدنی والا حصہ! تفصیل درج ذیل ہے :

ا) **آمدنی کے ذرائع** : بینکوں میں جمع شدہ ایک خطیر رقم مندرجہ ذیل مدات میں منقسم ہے جس سے بینکوں کو آمدن حاصل ہوتی ہے۔

۱) سرکاری تمسکات (securities) میں سرمایہ کاری سے حاصل شدہ سود۔

۲) سٹیٹ بینک کی reserve requirment جس میں بینکوں کو اپنے کھاتوں کا کچھ حصہ لازماً سٹیٹ بینک میں رکھوانا ہوتا ہے۔ جس پر انہیں "بینک ریٹ" پر سود ملتا ہے۔

۳) کاروباری قرضوں سے حاصل شدہ سود (جس کے لئے مارک اپ کا نام استعمال ہو رہا ہے۔)

۴) Trade Bills (ہنڈیوں) کی خرید و فروخت، جو "مارک ڈاؤن" کی بنیاد پر خریدی بیچی جاتی ہیں۔ نیز قلیل مدت کے Over Draft جاری کئے جاتے ہیں جن پر مارک اپ (سود) وصول کیا جاتا ہے۔

۵) طویل اور قلیل مدتوں کی دیگر نجی ضروریات کے لئے قرضوں پر سود!

۶) فنانشل لیزنگ سے حاصل شدہ مارک اپ، آمدنی کی اس مد میں بینک، لیزنگ کمپنی یا مضاربہ کمپنی مختلف اداروں یا افراد کو مشینیں، آلات، زمین، عمارت اور گاڑی وغیرہ کی خرید کے لئے قرضہ فراہم کرتی ہے۔ خرید کردہ شے کو رقم فراہم کنندہ کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ شے کی خرید، اس کی دیکھ بھال اور شکست و ریخت کے اخراجات سے بری الذمہ ہوتی ہے۔ لیزنگ کمپنی کو صرف اپنی اصل رقم اور مارک اپ سے دلچسپی ہوتی ہے اور اس کے لئے اس معاہدے میں کوئی کاروباری خطرہ (Business Risk) نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا تمام فنانسنگز میں مارک اپ کا اصول اپنایا گیا ہے جو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل، فیڈرل شریعت کورٹ اور کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی سب کے نزدیک سودی ہی ہے۔

۷) Operating Lease : یہ طریقہ شرعی اصول اجارہ کے قریب ہے۔ فنانسنگ کے اس طریقے میں لیزنگ کمپنی کو شے کی خرید، اس کی دیکھ بھال اور شکست و ریخت کے وہ جملہ خطرات اور اخراجات برداشت کرنا ہوتے ہیں جو شرعی اصول اجارہ کے تحت ضروری ہیں۔ اس کا استعمال اولاً تو بہت کم ہے، ثانیاً اس کی تفصیلات میں بھی بعض امور شرعی نظر سے قابل اعتراض ہیں۔

۸) مشارکہ : اس اصول کے تحت بھی بہت ہی تھوڑی سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ لیکن قوانین ایسے بنائے گئے ہیں کہ نہ تو بینک کو نقصان اٹھانا پڑے

اور نہ ہی اس کا منافع ایک خاص شرح سے نیچے آئے۔ جس سے یہ بھی سود ہی کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

۹) P.T.C (Particpatery Term Certificate) : یہ سرمایہ کاری طویل میعادی نفع و نقصان کی شراکتی بنیاد پر ایجاد کی گئی ہے وہ کاروباری ادارے جو طویل مدتی قرضے حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں وہ نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر PTC جاری کرتے ہیں۔ مختلف بینک اور DFIs' ان PTCs کے عوض خواہشمند اداروں کو پہلے سے طے شدہ شرح منافع (Profit ratio) پر قرضے جاری کرتے ہیں۔ جبکہ نقصان کی تقسیم اصل زر کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ اس طریقے میں بینکوں کے لئے بعض اندیشے (risk) تھے۔ لہٰذا 1989ء میں اسے ترک کر دیا گیا۔ P.T.C اگرچہ بعض جزئیات کے اعتبار سے غیر اسلامی معاملہ تھا۔ تاہم غیر سودی مالیات کے ضمن میں یقیناً پیش رفت تھی۔ جسے بعد ازاں TFC (Term Finance Certifates) سے تبدیل کر دیا گیا۔ جو صریحاً مارک اپ اور مرکب سود کی ایک شکل ہے۔

۱۰) تعمیراتی فنانسنگ : 1979ء میں اس کا آغاز (Rent Sharing) کی بنیاد پر کیا گیا جو شرعی نقطہ نگاہ سے ایک قابل عمل تجویز تھی لیکن اس وقت اس مد سے فنانسنگ اصل زر' مدت' اور افراط زر کی شرح دیکھ کر ایسے انداز میں کی جا رہی ہے۔ جو سودی طریق ہی کی مختلف شکل ہے۔

۱۱) NIT اور ICP کی سکیمیں : ان دو اداروں نے گھریلو بچتوں کو نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر جمع کرنے کا آغاز کیا۔ لیکن بعد ازاں ان کی سرمایہ کاری P.L.S اکاؤنٹ اور T.F.C اور Financial Leasing میں بھی ہونے لگی جس سے ان میں بھی سود کی جزوی آلائش شامل ہو گئی۔

۲) ادائیگیاں : بینکوں کو دو اہم مدوں میں ادائیگیاں کرنی ہوتی ہیں :

۱) کھاتے (Deposits) : اس مد میں بینک اپنی مجموعی منافع میں سے' جو اکثر و بیشتر سود پر حاصل کیا جاتا ہے کچھ حصہ کھاتہ داروں کو تقسیم کر دیتا ہے اور بڑا حصہ خود اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

۲) قرض (Borrowing of a commercial bank from other banks) : دوسرے بینکوں سے قرض پر سود کی شکل میں ادائیگی ہوتی ہے جبکہ سٹیٹ بینک کو نفع و نقصان کی بنیاد پر ادائیگی کی جاتی ہے۔

ب) حکومت کے لین دین

حکومت کے اکثر لین دین قرض پر مبنی ہوتے ہیں۔ جو کہ سود کے ساتھ لیئے دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً :

۱) سٹیٹ بینک سے قرضہ مارک اپ کی بنیاد پر
۲) صوبائی حکومتوں کو مرکزی حکومت کا سودی قرضہ
۳) حکومت کا اپنے ملازمین کو سودی بنیاد پر مکان اور گاڑی وغیرہ کے لئے قرضہ
۴) سرکاری ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ (Provident Fund) پر سود کی ادائیگی
۵) حکومت کی بڑے پیمانے پر مختلف بچتوں کی سکیموں اور مختلف بانڈز کے تحت عوام سے قرضے اور ان پر سود کی ادائیگی
۶) بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی اور وصولی
۷) مرکزی حکومت کا نیم خود مختار اداروں کو سود پر قرضہ

۴۔ مستقبل کے امکانات

(ا) مندرجہ ذیل بنیادوں پر غیر سودی بینکاری نظام کو مستقل طور پر استوار کیا جا سکتا ہے۔

i) شراکتی سرمایہ کاری' یعنی مضاربہ اور مشارکہ کی بنیاد پر نفع و نقصان میں شراکت۔

ii) بیع موجل' بیع سلم اور اجارہ (Leasing) کی بنیاد پر عقود بیع اور عقود اجارہ۔

iii) TMCL (Time Multiple Counter Loan) کی بنیاد پر قلیل اور طویل مدتی قرضے برائے صارفین' تاجرین اور حکومت۔ (تجویز کردہ شیخ محمود احمد مرحوم مصنف "سود کی متبادل اساس" انگریزی و اردو' اور ایک ضخیم کتاب "MAN AND MONEY" جو ابھی زیر طبع ہے!)

iv) قرضہ حسنہ برائے صارفین و حکومت

(ب) ان بنیادوں پر بینکنگ کے نظام کا خاکہ کچھ اس طرح ہو گا کہ ایک طرف بینک نجی بچتیں کرنٹ اکاؤنٹ اور پی ایل ایس سیونگ اکاؤنٹ کی بنیاد پر اکٹھی کریں گے۔ اور دوسری طرف اوپر دیئے گئے (Options) کے مطابق سرمایہ کاری کی جائے گی۔

۱) اس مقصد کے لئے کرنٹ اکاؤنٹ کے علاوہ عام کھاتہ داروں سے نفع و نقصان کی بنیاد پر رقم وصول کی جائے گی۔ جو کہ مضاربہ اکاؤنٹ' مشارکہ اکاؤنٹ' اجارہ اکاؤنٹ کے تحت ہوں گے۔ منافع کا تناسب بینک اور کھاتہ داروں کے درمیان پہلے سے طے کیا جائے گا۔ مثلاً [1/2 : 1/2]' [3/4 : 1/4]'[2/3 : 1/3] وغیرہ۔ مذکرہ بالا تینوں کھاتوں کو الگ الگ ایڈمنسٹر کیا جائے گا۔

۲) یہ رقم بینک سرمایہ کاروں کو انہی مدات میں مہیا کریں گے اور ان سے شرح منافع الگ طے کریں گے (شرح منافع سرمائے کی طلب و رسد کے مطابق طے ہوں گے)

۳) بچتوں کا یہ حساب سالانہ کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر بھی لگایا جائے گا اور ہر سال کے آغاز میں منافع کے تقسیم کی شرح طے کی جائے گی۔

۴) بعض تجارتی قرضے' ٹریڈ بلز وغیرہ TMCL کے تحت مہیا کئے جائیں گے۔

۵) ہاؤس فنانسنگ مشارکہ متناقصہ (شرکت عنان)' ٹریڈنگ اجارہ اور اجارہ و اکتناع کی بنیاد پر مہیا کئے جائیں گے۔

۶) بینکوں کا سٹیٹ بینک سے مالی تعلق مضاربہ' P.T.C اور قرضہ حسنہ کی بنیاد پر استوار ہو گا۔

۵۔ انسداد سود کے لئے عملی اقدامات

ا) اصولی اور عمومی اقدامات

۱) دستور پاکستان میں وہ جملہ ترامیم فوری طور پر کر دی جائیں جن سے

پاکستان کو کم از کم اصولی اور دستوری سطح پر اسلامی ریاست یا نظام خلافت کا درجہ حاصل ہو جائے! اس سے عوام میں عزم نو بیدار ہو گا اور ایثار اور قربانی کا قومی جذبہ پیدا ہو گا۔

۲) حکومت پاکستان سود سے متعلق فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کے خلاف اپیل تو فوراً واپس لے لے البتہ اس کی تنفیذ کے لئے کچھ مہلت حاصل کر لے!

۳) ربا کی حرمت اور اس کی خباثت کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حوالے سے جملہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیا جائے۔ تاکہ لوگ فرمان الٰہی : "یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین" (البقرہ : ۲۷۸) کے مطابق سود کو چھوڑنے کے لئے نقصان برداشت کرنے کے لئے ذہناً و قلباً آمادہ ہوں۔

۴) "کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی" کو موثر بنانے کے لئے اس میں نسبتاً بڑے پیمانے پر ماہرین ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور انہیں اس کام کے لئے کل وقتی بنیاد پر مصروف کیا جائے۔ مزید برآں انہیں وسیع تر اختیارات دیئے جائیں تاکہ وہ انسداد سود کے عمل کی نگرانی بہتر طریق پر کر سکیں۔

۵) حکومتی قرضوں کو کم کرنے کے لئے بجٹ کے خسارے کو کم کیا جائے اور اس کے لئے اخراجات میں کمی اور ٹیکسوں کے نظام کو مستعد اور حقیقت مندانہ بنایا جائے۔

۶) عدالتی نظام کو موثر اور مستعد بنایا جائے اور عام افراد کو سودی مقدمے ختم کرانے کے لئے عدالتوں میں جانے کی اجازت ہو۔ اس کے لئے سود کو ختم کرنے کی ضروری عدالتی ترمیمات درکار ہوں گی۔ یہ عمل سود کے خاتمے کے لئے built-in mechanism مہیا کرے گا۔

۷) نئے ادارے وجود میں لائے جائیں جن کے تحت شرعی طور پر جائز تجارتی لین دین کیا جا سکے۔

۸) چونکہ سرمایہ یا نقد پر "ربا" کی لعنت کو بالکلیہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا جب تک زراعت کو بھی "ربا" سے پاک نہ کر دیا جائے' لہٰذا جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری میں سے بھی غیر اسلامی عنصر کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کا آغاز کیا جائے۔

ب) فوری اور لازمی اقدامات

۱) صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے سٹیٹ بینک سے قرضے پر سود فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ اس لئے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر مجملاً کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یہ کام فوری کرنا چاہئے۔

۲) نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا' ریلوے اور PTC وغیرہ کو جو قرضے حکومت نے دیئے ہیں ان کو فوری طور پر "ایکویٹی" میں تبدیل کر دیا جائے!

۳) حکومت کی بچت سکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے بانڈز' سرٹیفکیٹ اور سیکیورٹیز وغیرہ پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر کی ادائیگی کے لئے مناسب لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے۔

۴) سرکاری ملازمین کو مکان' کار یا موٹر سائیکل کی خرید کے لئے دیئے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور GPF پر سود دینے کو فوراً ساقط کر دیا جائے!

۵) بینک فنانسنگ کو از سر نو صرف ان صورتوں تک محدود کر دیا جائے جو جنوری ۱۹۸۱ء میں تجویز کی گئی تھیں۔

۶) بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لئے Debt-Equity Swap کا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے (اس طریقے میں غیر ملکی حکومتوں / اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں جس کے لئے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زرمبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لئے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہو گا۔

۷) تجارتی بینکوں کے لئے اجازت ہو کہ وہ real investment' اور trading وغیرہ کے شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آڑے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔

۸) سٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص کی صرف حقیقی خرید و فروخت کی اجازت دی جائے۔

۹) بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

۱۰) "قرض اتارو اور ملک سنوارو مہم" میں سے پہلی دو صورتوں کو برقرار رکھتے ہوئے تیسری یعنی "بچت اکاؤنٹ" کو فوراً ختم کیا جائے۔ اور اس کی بجائے زکوٰۃ وصول کی جائے جس کے ضمن میں یہ ضمانت دی جائے کہ یہ صرف اور صرف اور براہ راست ملکی قرضے کی ادائیگی میں صرف ہو گی!

نوٹ : اس مضمون کی تیاری میں محمد اکرم خان کی کتاب "Islamic Banking in Pakistan-The Future Path" اور ڈاکٹر سید طاہر کے مضمون Riba Free Alternatives for Modern Banking سے مدد لی گئی ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (العنکبوت)

بقیہ : خلافت واک

اعظم پاکستان اس جانب مثبت پیش رفت کرتے ہیں تو مسلمانان پاکستان تمام فرقہ وارانہ اختلافات کو بھلا کر بھرپور طور پر ان کا ساتھ دیں گے اور یوں اگر اللہ نے چاہا تو قیام پاکستان کے پچاس برس بعد ایک مثالی اسلامی ریاست کے قیام کا وہ خواب ایک حقیقت بن کر سامنے آ جائے گا جو کبھی علامہ اقبال اور قائد اعظم نے دیکھا تھا۔

خلافت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہی ملک کے استحکام اور خوشحالی کا ضامن بن سکتا ہے!

جناب وزیر اعظم! ہمت کے ساتھ قدم اٹھایئے' ملک کے تمام باشعور مسلمان آپ کا ساتھ دیں گے!

اللہ کی نصرت کے حصول کا یقینی ذریعہ بھی یہی ہے کہ ہم دین حق کے قیام و نفاذ کیلئے سرگرم عمل ہو جائیں

"مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم کو متعارف کرانے کے لئے
تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ۱۵ مارچ کو منعقد ہونے والی خلافت واک
میں تقسیم کئے گئے ہینڈ بل کا متن

تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ۱۵/مارچ کو مسجد شہداء مال روڈ سے فیصل چوک پنجاب اسمبلی تک خلافت واک منعقد ہوئی جس کی قیادت امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ امیر تنظیم اسلامی گھٹنوں کی تکلیف کے باعث وہیل چیئر پر تھے۔ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے رہنما جنرل (ر) محمد حسین انصاری اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبد الخالق سینکڑوں رفقاء و احباب کے ساتھ واک میں شریک تھے۔ (ادارہ)

ہم پاکستان مسلم لیگ کے صدر جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ ان کی کوششوں اور قربانیوں سے مسلم لیگ کو نئی زندگی ملی اور تحریک پاکستان کا سا جذبہ ایک بار پھر تازہ ہو گیا۔ ہم ملک و قوم کی اصلاح اور معاشی و اقتصادی بدحالی کے خاتمے کے ضمن میں وزیر اعظم پاکستان کے نیک جذبات کی بھی تہہ دل سے قدر کرتے ہیں۔ تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وطن عزیز کی بقا اور اس کے استحکام کا راز یہاں شریعت اسلامی کے صحیح معنوں میں نفاذ اور نظام خلافت کے قیام ہی میں پوشیدہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ خلافت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہی دراصل ملک کے استحکام اور خوشحالی کا ضامن بنے گا۔ مزید برآں پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں اللہ کی نصرت کے حصول کا یقینی ذریعہ بھی یہی ہے کہ ہم یہاں دین حق کے قیام و نفاذ کے لئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں اور اس راہ کی ہر رکاوٹ کو ایمان و یقین اور عزم و ارادہ کی قوت سے دور کر دیں۔ اللہ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ اگر ہم خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی یعنی اس کے دین کی نصرت کریں گے تو وہ لازماً ہماری مدد کرے گا (سورۃ محمد : آیت ۷) اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا مددگار' پشت پناہ اور سہارا بن جائے اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

ہمارا حکومت وقت بالخصوص نواز شریف صاحب سے مطالبہ ہے کہ آپ اللہ کی مدد اور اس کی تائید کے بھروسے پر پاکستان میں نظام خلافت اور شریعت اسلامی کے حقیقی نفاذ کے لئے بلا تاخیر درج ذیل اقدامات کا اعلان کیجئے اور ان پر عملدرآمد کو یقینی بنایئے۔ اس لئے کہ آپ کو اسمبلی میں اتنی عظیم اکثریت حاصل ہے کہ آپ اس سلسلے میں دستور پاکستان میں ضروری ترامیم آسانی سے منظور کروا سکتے ہیں۔ یہ اللہ کا عطا کردہ سنہری موقع ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانا اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کے مترادف ہو گا۔

☆ اس ضمن میں دستور میں حسب ذیل تبدیلیاں لازمی ہوں گی :

(اس کے بعد ہینڈ بل میں وہ مجوزہ دستوری ترامیم درج کی گئی تھیں جن کا ذکر زیر نظر شمارے کے صفحہ ۸ پر موجود ہے۔ تکرار کی کوفت سے بچنے کے خیال سے یہاں ان کے ذکر کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ادارہ)

جناب وزیر اعظم' اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ نہ صرف یہ کہ پاکستان میں موجود بعض طبقات جن میں مفاد پرست عناصر بھی شامل ہیں اور بعض لادینی نظریات کے حامل لوگ بھی اس راہ میں روڑے اٹکائیں گے بلکہ بیرونی طور پر عالمی مالیاتی اداروں اور نیو ورلڈ آرڈر کی جانب سے بھی آپ پر شدید دباؤ ڈالا جائے گا۔ لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپ نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمت و جرات کے ساتھ یہ قدم اٹھایا تو نہ صرف یہ کہ اللہ کی نصرت و تائید ہر طرح سے آپ کو حاصل ہو گی بلکہ ملک کے تمام دینی و مذہبی عناصر آپ کی بھرپور تائید کریں گے اور پاکستان کا ہر باشعور مسلمان اس کام میں آپ کا دست و بازو بننے میں فخر محسوس کرے گا۔ اور روز قیامت بھی آپ ان شاء اللہ سرخرو ہوں گے اور آپ کا شمار امت محمدؐ کے ان افراد میں ہو گا جن سے اللہ بھی راضی ہو گا اور جن پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی بجا طور پر فخر کریں گے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

☆ ☆ ☆

عزیزان وطن' ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دستوری سطح پر ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کے جذبے کے تحت اپنی بساط کے مطابق اللہ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر ایک مطالباتی مہم کا آغاز کیا ہے۔ ہماری اس مہم کا عنوان ہے :

"مطالبہ تکمیل دستور اسلامی"

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں نواز شریف اور ان کی حکومت کو یہ مبارک قدم اٹھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے اس مطالباتی مہم کو موثر بنانے کے لئے ایسے پوسٹ کارڈ تیار کئے ہیں جن پر مختصر الفاظ میں اپنا موقف اور دستور میں مجوزہ ترامیم درج کر دی ہیں۔ اگر یہ کارڈ پاکستان کے باشعور مسلمانوں کی طرف سے بڑی تعداد میں وزیر اعظم تک پہنچیں گے تو نہ صرف یہ کہ میاں نواز شریف اور ان کی کابینہ کو اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ ہو گا بلکہ اس بات کا اندازہ بھی ہو گا کہ اس ملک کے عوام کی ایک بڑی تعداد فی الواقع اسلامی نظام کے قیام یا یوں کہئے کہ نظام خلافت کے احیاء کی شدت کے ساتھ آرزومند ہے اور اگر وزیر

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

انتظامی معاملات کے بارے میں

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے حکومت کو چند اہم مشورے اور تجاویز

جن کا تعلق بھی بالواسطہ دین کے ساتھ جڑتا ہے

(ماخوذ از خطاب جمعہ ۱۴ فروری ۹۷ء)

i) مردم شماری فوراً ہونی چاہئے

ان میں سب سے پہلا کام یہ ہے کہ مردم شماری فوراً ہونی چاہئے۔ یہ معاملہ بہت عرصے سے رکا ہوا ہے۔ مزید برآں یہ کہ مردم شماری میں بھی اور پھر شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ ہونا چاہئے اور مسلمان کے نام کے ساتھ اس کا مسلک بھی درج ہونا چاہئے' تا کہ معلوم تو ہو کہ اس ملک میں مختلف فقہوں کے ماننے والے کتنے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام کا نفاذ اس ملک کا مقدر ہے' یہ تقدیر مبرم ہے کہ اسلام یہاں آئے گا' اور جب آئے گا تو ظاہر ہے کہ پرسنل لا میں تمام مسالک کے پیروکاروں کو مکمل آزادی دینا ہوگی۔ لہذا معلوم ہونا چاہئے کہ کتنے حنفی ہیں' کتنے اہل حدیث ہیں' کتنے فقہ جعفریہ کے ماننے والے ہیں' تا کہ ہر مسلک کے علماء کے الگ بورڈ بنائے جا سکیں۔ میں نے ۱۹۸۰ء میں علماء کنونشن میں تقریر کی تھی کہ اس کی عملی شکل کیا ہوگی۔ میری رائے میں ریاستی سطح پر پبلک لاء صرف قرآن و سنت (اگرچہ سنت رسول ؐ کا ماخذ اہل سنت کا معتمد علیہ ذخیرہ احادیث ہی ہوگا) کا ہونا چاہئے' کسی مخصوص فقہ کا نہ ہو۔ لیکن پرسنل لا میں ہر فقہ کو مکمل آزادی دی جائے۔ اس کے لئے ضروری ہوگا کہ ہر فقہ سے تعلق رکھنے والے علماء کے بورڈز ہوں' جن کو refer کیا جا سکے۔ اور وہ فیصلہ کریں کہ ہماری فقہ کی رو سے اس مسئلہ کا کیا حل ہے۔ یہ عملی شکل اختیار کرنا پڑے گی۔ آئیڈیل شکل تو یہی ہے کہ مسالک اور فرقے باقی نہ رہیں' لیکن یہ کم از کم جلد ہونے والی بات نہیں ہے۔

ii) حقیقی صدارتی نظام کا نفاذ

دوسرے یہ کہ اس ملک میں حقیقی معنوں میں صدارتی اور فیڈرل نظام قائم کیا جائے۔ لیکن اس کے لئے دستور میں واضح طور پر ترمیم ہو' اور پھر پورے ملک میں براہ راست صدارتی انتخاب کے ذریعے صدر منتخب کیا جائے۔ یہ کام ہرگز Back Door سے نہیں ہونا چاہئے۔ حکم قرآنی ہے : "واتوا البیوت من ابوابها" یعنی گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو' پچھواڑے سے نہیں۔

iii) نئے صوبوں کی تشکیل

تیسرے یہ کہ چھوٹے صوبے بنائے جائیں جو متوازن ہوں اور ان میں جغرافیائی و انتظامی عوامل کے ساتھ ساتھ لسانی و ثقافتی عوامل کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

iv) نیشنل سیکورٹی کونسل کا خاتمہ

چوتھی بات یہ ہے کہ کونسل برائے دفاع و قومی سلامتی (CDNS) کا فوری خاتمہ ہونا چاہئے۔ ملک کے انتظامی اور اندرونی معاملات میں فوج کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ اب پارلیمنٹ یقیناً اس پوزیشن میں ہے کہ وہ assert کر سکتی ہے کہ یہ جو CDNS کے ذریعے پچیس فیصد مارشل لاء لگ گیا ہے' ۵۸ (۲) ب کے ذریعے ۲۵ فیصد صدارتی نظام ہے' اور باقی پچاس فیصد پارلیمانی نظام ہے' تو یہ ایک چوں چوں کا مربہ بن گیا ہے اسے ختم ہونا چاہئے۔

v) دینی اور دنیاوی تعلیم کے فرق کا خاتمہ

پانچویں نمبر پر نظام تعلیم کا مسئلہ ہے۔ ہمارا ہدف تو یہ ہونا چاہئے کہ دینی اور دنیوی تعلیم کا فرق بالکل ختم ہو جائے اور دونوں یکجا کئے جائیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک دن میں کرنے کا کام نہیں ہے۔ البتہ ہدف معین ہو سکتا ہے۔ فوری طور پر یہ کام کیا جا سکتا ہے کہ پرائمری تعلیم کے دوران ناظرہ قرآن پڑھانے کا کام مکمل ہو جائے اور ہائی سکول کی تعلیم کے دوران عربی زبان کی تعلیم لازمی کی جائے۔ اس لئے کہ ناظرہ قرآن

پڑھنے سے تو بات نہیں بنتی جب تک اسے سمجھنے کی صلاحیت بھی حاصل نہ ہو۔ عربی کا فہم ہو جائے تو بچہ خود بعد میں قرآن سمجھ لے گا۔ ورنہ آپ ترجمہ پڑھائیں گے تو وہ طوطے کی طرح پڑھانے کا معاملہ ہو گا' اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہائی سکول کے دوران اتنی عربی سکھائی جا سکتی ہے کہ اگرچہ طالب علم VOCABULARY کے لئے تو کسی لغت کو consult کرنا پڑے گا لیکن اکثر و بیشتر خود سمجھ لے گا۔

vi) عدلیہ اور انتظامیہ میں کامل علیحدگی

نمبر چھ یہ کہ نائب تحصیلدار کی سطح تک عدلیہ اور انتظامیہ کی کامل علیحدگی کی جائے۔

vii) ہر قسم کے صوابدیدی اور ترقیاتی فنڈز کا خاتمہ

ساتویں بات یہ کہ حکمرانوں کے پاس جو صوابدیدی فنڈز ہیں' اور جو ملکی خزانے کو لوٹنے اور سیاسی رشوتوں کا سب سے بڑا ذریعہ بن گئے ہیں' نیز قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے لئے ترقیاتی فنڈز ہیں ان سب کا خاتمہ کیا جائے۔

viii) علاقہ غیر اور آزاد قبائل کی جداگانہ حیثیت کا خاتمہ

نمبر آٹھ یہ کہ علاقہ غیر یا آزاد قبائل کی علیحدہ حیثیت ختم کی جائے۔ صدر لغاری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک قدم اٹھایا اور بالغ رائے دہی کا اصول اس علاقے میں بھی نافذ کر دیا گیا۔ اس طرح گویا Integration کی طرف ایک قدم تو اٹھا لیا گیا۔ اب اس سلسلے میں اگلا قدم اٹھانا چاہئے اور اس معاملے کو منطقی انتہا تک پہنچانا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ کوئی علیحدہ ملک نہیں ہے۔ اگر وہ آزاد قبائل ہیں تو کیا باقی پاکستان محکوم ہے؟۔

ix) معاف شدہ قرضوں کی وصولی

نمبر نو یہ کہ بنکوں کے معاف شدہ قرضوں کی از سر نو بازیافت کی کوشش کی جائے۔ یہ سب اس ملک کی عوام کی دولت ہے' جس کے معاف کرنے کا حق اگر ہے تو وہ عوام کو ہے' کسی اور کو نہیں ہے۔ اس سلسلے میں جبر بھی کیا جا سکتا ہے اور ان کی جائیدادیں قرقی یا نیلام بھی کی جا سکتی ہیں۔ حمید گل صاحب کے حوالے سے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ ان کے قول کے مطابق ایک سو تیس ارب روپیہ ان نادہندگان کے ذمہ ہے جبکہ ہمارا کل بیرونی قرضہ ۱۲۵ ارب ہے۔ اگر یہ تمام قرضے وصول ہو جائیں تو پانچ ارب پھر بھی بچ جائیں گے۔

x) اسلامی نقطہ نظر سے ذرائع ابلاغ کی تطہیر

نمبر دس یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ اپنا قبلہ درست کریں۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر ضیاء الحق صاحب کے دور میں جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں' نواز شریف صاحب اپنے سیاسی سرپرست کی پیروی میں کم از کم ان پابندیوں کو تو فوراً نافذ کریں۔ اس کے علاوہ ڈش انٹینا پر پابندی ہو' اور اس کے ذریعے جو اچھے بیرونی پروگرام آتے ہیں وہ خود پی ٹی وی نشر کرے۔ خاص طور پر بھارت کی نشریات کو تو کسی طرح Jam کیا جا سکتا ہو تو لازماً کیا جائے' اس لئے کہ یہ ہم پر ثقافتی یلغار ہے۔ اس سلسلے میں مانیکا گاندھی سے جو الفاظ منسوب کئے گئے ہیں وہ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں کہ "ہم ثقافتی سطح پر تو پاکستان کو فتح کر ہی چکے ہیں!"۔ واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ بسنت کے موقع پر ہوتا ہے' یہ سب ثقافتی سطح پر پاکستان کو فتح کئے جانے کی واضح علامت ہے۔ اس کے علاوہ اس سے بجلی کا نظام خراب ہوتا ہے' لاکھوں کروڑوں روپے ضائع کئے جاتے ہیں۔ ایک غریب اور مقروض ملک میں یہ ہو رہا ہے' اس میں کم از کم یہی پابندی لگا دی جائے کہ آبادیوں میں پتنگ بازی نہیں ہو سکتی' اور جسے بھی پتنگ بازی کے مقابلے کرنا ہیں کھلے میدانوں میں جا کر کرے' جہاں کم از کم بجلی کے تاروں کا معاملہ تو نہ ہو۔

"ہمارا مطالبہ' ہماری اپیل : دستورِ خلافت کی تکمیل!"

میاں محمد شریف صاحب کی میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے ہمراہ

امیر تنظیم اسلامی سے ملاقات —— پس منظر اور تفصیلات

مرتب : محبوب الحق عاجز

محترم ڈاکٹر اسرار احمد ایک عرصے سے صالح اسلامی معاشرے کے قیام اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لئے خالص انقلابی طرز پر جدوجہد کر رہے ہیں۔ انتخابی میدان سے انہوں نے اپنے آپ کو بہت دور رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ انہیں اس بات پر غیر متزلزل ایقان و یقین حاصل ہے کہ مروجہ انتخابی سیاسی کھیل سے محض چہرے تو بدل تو سکتے ہیں' نظام نہیں بدل سکتا۔ وہ ارباب سیاست سے بالعموم اور ارباب اقتدار سے بالخصوص دور رہتے اور ان سے راہ و رسم اور میل ملاقات سے بھی اجتناب کرتے ہیں' کیونکہ بقول ان کے "دین کے خادموں کا امراء کے گھروں پر حاضری دینا پسندیدہ بات نہیں ہے۔" تاہم اس کے باوجود وہ دین اور ملک و ملت کی بھلائی اور وسیع تر مفاد میں ارباب اقتدار کو گاہے بگاہے نیکی اور خیر کی تلقین اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے ضمن میں اپنے مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔ ایسا کرنا دین و شریعت کا اساسی تقاضا ہے کہ از روئے حدیث رسول ﷺ "الدين النصيحه" دین نام ہی نصح و خیر خواہی کا ہے۔

چنانچہ حال ہی میں جب انتخابات میں پاکستان کی بانی جماعت پاکستان مسلم لیگ کو بھاری کامیابی حاصل ہوئی اور نواز شریف صاحب حکومت بنانے لگے تو انہوں نے اسی جذبہ کے تحت باغ جناح لاہور میں اپنے ۱۴/ فروری ۹۷ء کے خطاب جمعہ میں "مسلم لیگ کے احیاء کے تقاضے اور نواز شریف کو مخلصانہ مشورے" کے حوالے سے پر مغز گفتگو کی۔ بعد ازاں ۱۸/ فروری ۹۷ء کو انہوں نے اس گفتگو کی ویڈیو کیسٹ مع ایک مکتوب کے نواز شریف صاحب کے والد محترم جناب میاں شریف کی خدمت میں اس استدعا کے ساتھ ارسال کی کہ "مجھے خوب اندازہ ہے کہ میاں محمد نواز صاحب یا میاں محمد شہباز صاحب کے لئے تو اس وقت یہ ممکن ہی نہیں ہو گا کہ وہ اسے سننے کے لئے وقت نکال سکیں ---- لہذا کچھ اسی سبب سے' اور کچھ اس بنا پر کہ مجھے خوب اندازہ ہے کہ آپ کے خاندان میں خالص مشرقی تہذیب کے اثرات بہت حد تک باقی ہیں اور آپ کے صاحبزادے آپ کے زیر اثر ہی نہیں تابع فرمان بھی ہیں' میں آپ کی خدمت میں اپنی تقریر کے آڈیو کیسٹ ارسال کر رہا ہوں تاکہ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو آپ وقت نکال کر ان کی سماعت فرما لیں" اور پھر مزید کہا کہ "پھر اگر آپ کو کسی معاملے میں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس ہو تو اگر آپ تشریف لانے کی زحمت گوارا کر سکیں تو یہ میرے لئے موجب اعزاز ہو گا۔ اور اگر مجھے طلب فرمائیں تو میں اس مقصد کے لئے سر کے بل حاضر ہونا موجب سعادت سمجھوں گا۔"

متذکرہ بالا خط اور کیسٹ کے جواب میں میاں شریف صاحب نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو ہی اعزاز بخشا اور مورخہ ۲۳/ فروری ۹۷ء بروز اتوار صبح نو بجے اپنے تینوں بیٹوں —— میاں محمد نواز شریف (وزیر اعظم پاکستان)' میاں شہباز شریف (وزیر اعلیٰ پنجاب) اور میاں عباس شریف —— سمیت قرآن اکیڈمی تشریف لائے۔ تنظیم اسلامی کے مرکزی قائدین نے معزز مہمانوں کا مین گیٹ پر استقبال کیا' جس کے بعد وہ ڈاکٹر اسرار احمد کے ہمراہ ان کے دفتر میں تشریف لے گئے۔

ابتدائی علیک سلیک کے بعد میاں شریف صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے اپنی بعض گزشتہ ملاقاتوں کا احوال بیان کیا۔ اس رسمی گفتگو کے بعد امیر تنظیم اسلامی نے میاں نواز شریف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ انتخابات میں مسلم لیگ کو شاندار کامیابی سے ہمکنار کر کے آپ کو ملک و ملت کو سنوارنے کا سنہری موقع عطا کیا ہے۔ لہذا اب آپ قومی اسمبلی میں دو تہائی کی اکثریت کی بدولت آئین میں وہ ضروری ترمیم کروا سکتے ہیں جس کا وعدہ آپ نے اپنے سابقہ دور حکومت کیا تھا' لیکن اسے عملی جامہ پہنانے کی نوبت نہ آ سکی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی اتنی بڑی کامیابی سے تحریک پاکستان کے اس جذبہ کی یاد پھر تازہ ہو گئی ہے جو قیام پاکستان کا محرک بنا تھا' اور اس عظیم اسلامی ریاست کے قیام کی راہ مزید ہموار ہوئی ہے جس کا خواب بانیان پاکستان علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح نے دیکھا تھا۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ اسلامی نظام کے قیام کے ضمن میں جس غلطی کا صدور ہماری اولین قیادت سے ہوا تھا' اس کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے' مبادا اس سنہری موقع سے فائدہ نہ اٹھانے اور اپنی ذمہ داریوں اور منصبی فرائض سے پہلو تہی کرنے کی پاداش میں بدترین اور ذلت آمیز عذاب ہمارا مقدر نہ بن جائے۔

میاں شہباز شریف صاحب نے کہا کہ ہمارا مطمح نظر بھی خلافت راشدہ کے نظام کا قیام ہے' ہمیں بتایا جائے کہ اس مقصد کے لئے عملی طور کیا اقدامات کرنا ضروری ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آئین میں محض یہ واحد ترمیم کر دینے سے کہ "ہر سطح پر قرآن و سنت کی غیر مشروط اور بلا استثناء بالادستی ہو گی" نظری طور پر نظام خلافت کے قیام کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہو گا آئین میں موجود ان دفعات کو ختم کر دیا جائے جو قرار داد مقاصد (Objective Resulation) سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ مزید براں شرعی عدالت کا درجہ کم از کم ہائی کورٹ کے برابر کر دیا جائے اور اس پر عائلی قوانین اور بعض دیگر قوانین کے ضمن میں وہ پابندی ختم کر دی جائے جو ضیاء الحق مرحوم نے عائد کی تھی۔

ملاقات میں اقتصاد و معیشت بھی زیر بحث آئے۔ امیر تنظیم اسلامی نے ملک میں جاری سودی

معیشت کے خاتمے اور اسلامی نظام معیشت کے قیام کے طریقوں پر گفتگو کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں نواز شریف صاحب سے کہا کہ وہ اس مقصد کے لئے پہلے قدم کے طور پر اپنے سابقہ دور وزارت عظمیٰ کے دوران سود کے بارے میں شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف جو انہوں نے سپریم کورٹ میں دائر کی تھی اسے فی الفور واپس لیں' البتہ نئے اسلامی بینکنگ سسٹم کا مکمل خاکہ وضع کرنے کی غرض سے عدالت عالیہ سے دو سال کی مہلت مانگ لی جائے اور ملکی و غیر ملکی علمائے کرام اور معاشی ماہرین پر مشتمل ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو اسلامی بینکنگ کے نظام کے لئے قابل عمل اصول وضع کرے۔ اور اس کے بعد ضروری ہو گا کہ بورڈ کی جانب سے پیش کردہ سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے اور اس میں کسی بھی قسم کی تاویل و تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔

میاں نواز شریف صاحب نے اسلامی بینکنگ کا تفصیلی خاکہ وضع کرنے کی غرض سے علماء کے بورڈ کے فوری قیام پر آمادگی کا اظہار کیا' البتہ سپریم کورٹ میں شرعی عدالت کے فیصلہ کے خلاف دائر کردہ اپیل کے فوری واپس لینے کے بارے میں کوئی واضح اور دو ٹوک بات کہنے کی بجائے محض یہ کہا کہ "کسی مرحلے پر وہ اپیل بھی واپس لے لیں گے"۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ اپیل تو آپ کو فوری طور پر واپس لینی ہی چاہئے۔ البتہ اسلامی معاشی نظام کا مکمل خاکہ وضع کرنے تک دو سال کی مہلت طلب کی جا سکتی ہے۔ میاں شہباز شریف ابتداء تین سال کی مہلت مانگنے کے حق میں تھے لیکن میاں محمد شریف صاحب نے اصولی طور پر ڈاکٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتے اور اسے مزید موکد بناتے ہوئے کہا کہ ابتدائی طور پر صرف ایک سال کی مہلت لی جانی چاہئے۔

ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی غربت و افلاس کے اسباب میں سے ایک اہم سبب بدترین اور ظالمانہ جاگیردارانہ نظام ہے۔ کیونکہ یہ جاگیردار طبقہ اپنے روپے پیسے کی طاقت اور سیاسی اثر و رسوخ کی بدولت ملک کے تمام شعبوں پر قابض ہے۔ خاص طور پر حکومت و سیاست تو انہی "برہمنوں" کا مکمل بن کر رہ گیا ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے بھی امیر تنظیم اسلامی نے معزز مہمانوں سے انتہائی پرزور اپیل کی کہ حضرت عمر فاروقؓ کے اس تاریخی اجتہاد کی بنا پر کہ جس کی رو سے اسلامی ممالک کے وہ تمام علاقے جو کبھی بزور شمشیر فتح ہوئے ہوں عشری (افراد کی ذاتی ملکیت) کی بجائے خراجی (ریاست کی ملکیت) قرار پاتے ہیں' جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کر کے ایک بالکل نیا بندوبست اراضی کیا جائے۔ حضرت عمرؓ کے اسی اجتہاد کی بدولت پچھلی صدی کے ہمارے تمام علمائے کرام نے پاک و ہند کی تمام اراضی کو خراجی قرار دیا ہے۔ البتہ ہمارے دور کے ایک بزرگ اور ممتاز عالم دین نے اپنی ایک کتاب میں پاکستان کی زمینوں کو عشری قرار دیا ہے۔ تاہم ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ زمینوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آیا یہ خراجی ہیں یا عشری؟ اس کے فیصلہ کے لئے مجتہدانہ بصیرت کے حامل علمائے کرام اور اراضی کے ماہرین پر مشتمل لینڈ کمیشن بنایا جائے اور پھر بحث و تمحیص کے بعد وہ جس نقطہ نظر پر اتفاق کرلیں' اسی کی پیروی کی جائے۔

ملک کی دگرگوں معاشی صورتحال کے پیش نظر میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف دونوں شادی بیاہ کے موقع پر ہونے والے اسراف و تبذیر کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ہم کم از کم دو سال تک کے لئے ایسی تقریبات میں صرف ٹھنڈا یا گرم مشروب پیش کرنے کے سوا ہر قسم کے کھانوں پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ شادی بیاہ کے مواقع پر لڑکی والوں کی طرف سے دعوت پر تو بہرحال پابندی ہونی چاہئے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ لڑکے والوں کو ایک ڈش کی پابندی کے ساتھ دعوت ولیمہ کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس لئے کہ یہ سنت ہے اور احادیث رسول ﷺ میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے' تاہم ہنگامی حالات میں اس پر بھی پابندی لگائی جا سکتی ہے' البتہ ضروری ہو گا کہ حالات نارمل ہوتے ہی یہ پابندی ہٹا دی جائے۔

دس بجے معزز مہمانوں نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے اجازت لی اور شرکاء مجلس سے مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔

میاں محمد نواز شریف!

پارلیمنٹ کی بالادستی میں عجلت مبارک!!
لیکن اللہ اور رسولؐ سے جنگ بندی،
اور قرآن و سنت کی بالادستی میں

تاخیر کیوں؟

جبکہ ملک و ملت ہی نہیں، خود آپ کی اور آپ کے جملہ جماعتی' پارلیمانی اور خاندانی متعلقین کی خیر بھی

اسی میں ہے کہ: **"دوڑو اللہ کی طرف"** الذاریات آیت ۵۰

"اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے کام نہ آسکے گا، نہ کوئی سفارش قبول ہو گی، نہ کوئی فدیہ لیا جائے گا، اور نہ ہی (کسی بھی جانب سے) کوئی مدد حاصل ہو سکے گی"
(البقرہ: ۴۸ ——— اور یہی مضمون البقرہ: ۱۲۳)

الداعی الی الخیر **ڈاکٹر اسرار احمد** عفی عنہ و غفر لہٗ

مطالباتی مہم کے سلسلے میں امیر تنظیم اسلامی کے مرتب کردہ اخباری اشتہار کا عکس
جو ۹/اپریل کو ملک کے موقر روزناموں میں شائع ہوا

بقیہ : قرارداد مقاصد کی عملی حیثیت

قبل نصرت بھٹو کیس ۱۹۷۷ء میں نظریہ ضرورت کے تحت بانداز خسروانہ ایک فرد واحد کو دستور میں ترمیم کرنے کا اختیار عطا فرمایا تھا اور چند سال قبل قزلباش وقف کیس ۱۹۸۹ء میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل منظور کرتے ہوئے سپریم کورٹ (شریعت اپیلیٹ بینچ) نے ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۷ء کی زرعی اصلاحات کو جن کے تحت اراضی کی ملکیتی حد مقرر کی گئی تھی اسلام کے منافی قرار دیتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ اس فیصلہ کے نتیجہ میں آرٹیکل ۲۵۳ متاثر ہو گا اور اس طرح ملک میں جاگیردارانہ نظام کو دوام حاصل ہو گیا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہماری عدلیہ (بحیثیت مجموعی) جس کی تعلیم و تربیت مغربی قانون کے تحت ہوئی ہے اور پیپلز پارٹی جو بنیادی طور پر سیکولرازم کی حامی ہے ابھی تک اسلامائزیشن بذریعہ عدالت کے عمل سے مکمل ذہنی ہم آہنگی کا مظاہرہ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ ہماری مقننہ کا جو حال ہے وہ "عیاں راچہ بیاں" کے مصداق کسی تشریح کا محتاج نہیں اور اب تک عدالتی ذریعہ سے اسلامائزیشن کا عمل کئی سال سے رکا ہوا ہے اور ہمارے "ایٹمی پروگرام" کی طرح منجمد ہے۔ شاید اس لئے کہ امریکی اور مغربی طاقتوں کی نظر میں "نفاذ شریعت" یعنی اسلام کسی ایٹم بم سے کم نہیں۔

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

کی کتب و تصانیف' اور دروس و تقاریر کی

آڈیو' ویڈیو کیسٹس

کی مکمل فہرست کا نیا ایڈیشن :

فہرست 1997ء

شائع ہو گئی ہے اور مکتبہ انجمن سے حاصل کی جاسکتی ہے

پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے والو!

بالخصوص اراکین پارلیمنٹ!!

پہلے پاکستان کا قبلہ تو سیدھا کر لو!

یعنی

اولاً : دستور پاکستان میں حسب ذیل ترامیم فوراً کروالو کہ :

۱) دفعہ ۲ کی شق (الف) یعنی "قرارداد مقاصد" کے ضمن میں یہ صراحت کہ یہ پورے دستور پر حاوی ہو گی!

۲) اسی دفعہ میں شق (ب) کا یہ اضافہ کہ : "پاکستان میں کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے منافی نہیں کی جاسکے گی"

۳) فیڈرل شریعت کورٹ پر دستور پاکستان' عدالتی قوانین اور مسلم پرسنل لاء کے ضمن میں عائد شدہ پابندیوں کا خاتمہ!

۴) فیڈرل شریعت کورٹ کے جج صاحبان کی شرائط و قواعد ملازمت کی سطح ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے مساوی ہو۔

ثانیاً : پاکستانی معیشت کو سود سے پاک کر کے اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ فوری طور پر بند کر دو!

ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ

پہلے ۲۵ ویں سال کے دوران تو ملک دولخت ہو گیا تھا۔ اب مزید ۲۵ سال پورے ہونے پر کوئی زیادہ بڑا عذاب مسلط ہو جائے' —— معاذ اللہ!

ع "حذر اے چیرہ دستاں' سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!"

الداعی الی الخیر : اسرار احمد

صدر انجمن خدام القرآن ○ امیر تنظیم اسلامی ○ داعی تحریک خلافت پاکستان

"تکمیل دستور خلافت" کے مطالبہ پر مشتمل اخباری اشتہار

جو ۲۳/مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر روزنامہ "جنگ" (لاہور)' "نوائے وقت" (لاہور / راولپنڈی)' "خبریں" (لاہور / راولپنڈی)' اور روزنامہ "دن" لاہور کے علاوہ "The Nation" لاہور میں بھی شائع ہوا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد

صیہونیت اور اس کی آلہ کار وہائٹ اینگلو سیکسن اقوام (WASP) کی

تنسیخ خلافت کی مساعی کے خلاف

عظیم احتجاجی "تحریک خلافت"

پورے عالم اسلام میں صرف بر عظیم پاک و ہند کے مسلمانوں نے حضرت شیخ الہند" مولانا ابو الکلام آزاد' اور علی برادران کی ولولہ انگیز قیادت میں چلائی جس کی شدت و وحدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ ہندو بھی شریک ہوئے لیکن اس پر اوس اس وقت پڑ گئی جب خود

مصطفیٰ کمال پاشا

نے تنسیخ خلافت کا اعلان کر دیا

جس پر علامہ اقبال کو بصد حسرت و یاس کہنا پڑا :

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا

سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ!

☆

۱۹۲۴ء کی تنسیخ خلافت کے بعد ۱۹۹۱ء میں

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان

ڈاکٹر اسرار احمد

نے جملہ مسلمانان بر عظیم کی نصف صدی پر محیط مساعی' کی حاصل سلطنت خداداد پاکستان میں خلافت کے احیاء کے لئے "تحریک خلافت پاکستان" کے آغاز کا اعلان کیا جس کے لئے اس عرصہ میں پاکستان کے پورے طول و عرض میں جلسہ ہائے خلافت کے علاوہ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں تین یا چار روزہ "خطبات خلافت" بھی دیئے جن کا آغاز خالق دینا ہال کراچی سے ہوا تھا جہاں تحریک خلافت کے قائدین کے خلاف مقدمہ چلایا گیا تھا---اور اختتام لاہور میں ہوا جہاں ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی تھی

الحمد للہ کہ اب یہ

خطبات خلافت

کتابی صورت میں شائع ہو گئے ہیں

تاکہ پاکستان کا ذہین و فہیم طبقہ بھی علامہ اقبال کے اس شعر کے مطابق کہ :

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

___ کے مطابق اپنے شایان شان کردار ادا کر سکے! ___

(صفحات ۲۱۲' عمدہ طباعت' قیمت مجلد ۸۰' پیپر بیک ۴۰)

نیز یہ سعادت بھی ڈاکٹر اسرار احمد ہی کو عطا ہوئی کہ انہوں نے ۱۹۲۴ء کی تنسیخ کے بعد ۱۹۶۹ء تک رباط میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے انعقاد تک کی تاریخ کی روداد کو جس میں "آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس" (OIC) قائم ہوئی' (جس کا ایک سربراہی اجلاس ابھی اسلام آباد میں ہوا ہے)

جناب عمران این حسین کی تالیف

استنبول سے رباط تک

کے عنوان سے شائع کیا۔

(صفحات ۱۱۰' عمدہ طباعت' سفید کاغذ' قیمت۔/۳۰ روپے)

Proposed Amendments in the Present Constitution of the Islamic Republic of Pakistan in order to make it "effectively" Islamic

By Mohammad Ismaeel Qureishy
Senior Advocate Supreme Court of Pakistan

I. Article 45

After the end of the word "authority," the following words shall be added after a full stop:
"The President shall not exercise the powers conferred by Article 45 in cases of Hudood punishment after final determination by the Shariat Appellate Bench of the Supreme Court."

II. Chapter 3-A

Federal Shariat Court

1. Article 203-B

Clause (c) shall be changed as follows:
(c) "Law" includes any custom or usage having the force of law, and includes the Constitution, Muslim Personal Law, any law relating to the procedure of any Court or Tribunal, any fiscal law or any law relating to the levy and collection of taxes and fee or banking insurance practice and procedure.

2. Article 203-C

(i) In clause (2), the word "eight" shall be substituted by the word "ten."
(ii) After the end of clause (3), the following words shall be added: "or any Aalim having status of "Jurisprudent" or "Mujtahid" and who have also made contribution in the field of Islamic Law."
(iii) In clause 3-A, the word "four" shall be substituted by the word "six" and the word "three" shall be substituted by the word "four."
(iv) In clause (4), the word "three" shall be substituted by the word "five." And after closing of the clause (4) the following words shall be added after omitting semicolon:
"after consultation with the Chief Justice of Supreme Court and Chief Justice of Federal Shariat Court."
(v) The proviso to clause (4) and the entire clause (4-A) and (4-B) shall be omitted.
(vi) Clause (5) shall also be omitted.
(vii) In clause (9-A), at the end of the clause, the following words shall be added:
"The Chief Justice and a judge from Ulema may complete the term of his office or may, by writing under his hand addressed to the President, resign his office. The Chief Justice or the judge of the court shall cease to hold the office when he is found to be incapable of properly performing the duty of his office by reason of physical or mental incapacity or found to be guilty of misconduct after inquiring into the matter by the Supreme Judicial Council."

3. Article 203-F

(i) In first proviso, the word "six months" shall be substituted by the words "three months."
(ii) Paragraph (b) of clause (3) shall be changed as follows:
(b) Not more than two Ulema to be appointed by the president. These Ulema should have the status of Jurisprudent or Mujtahid and have also made contribution in the field of Islamic Law. Such appointments should be made by the President in consultation with the Chief Justice of Pakistan and Chief Justice of Federal Shariat Court.
(iii) Clause (4) shall be changed as follows:
Clause (4) — A person appointed under paragraph (b) of clause (3) shall hold office for a period of three years. He may by writing under his hand addressed to the president resign his office, or cease to hold for the reasons stated in clause 9-A of Article 203-C and shall be removed from the office on the charge of misconduct after inquiry into the matter by Supreme Judicial Council.
(iv) In clause (6), the following words shall be omitted: "While attending sittings of Shariat Appellate Bench."

4. Article 203-GG

The words "on a High Court and on all Courts subordinate to a High Court" shall be substituted by: "on all Courts including the Supreme Court of Pakistan."

III. Article 227

(i) After clause (1), the following explanation shall be added: "Explanation: Injunctions of Islam as laid down in Qur'an and Sunnah shall be the Supreme Law of Pakistan."
(ii) Clause (2) of Article 227 shall be omitted.
(iii) Clause (3) shall be numbers as clause (2).

IV. Article 248

The word "not" shall be deleted and instead of semicolon there shall be full stop. Thereafter the following words shall be added:
"Provided that if the proceedings against the aforesaid persons proved to be false, vexatious and malafide, the complainant or prosecutor shall be liable to be punished with imprisonment of ten years R.I. with eighty stripes and fine of five lac rupees, and in default of payment of fine one year's R.I.

"قراردادِ مقاصد" کا متن

جو دستورِ پاکستان میں پہلے صرف دیباچے کی حیثیت سے شامل تھا' اور اب باقاعدہ دفعہ ۲ الف کی حیثیت سے دستور کا جزوِ لاینفک ہے

(In the name of Allah, the most Beneficent, the most Merciful.)

Preamble__Whereas sovereignty over the entire Universe belongs to Almighty Allah alone, and the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust;

And whereas it is the will of the people of Pakistan to establish an order:

Wherein the State shall exercise its powers and authority through the chosen representatives of the people;

Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed;

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah;

Wherein adequate provisions shall be made for the minorities freely to profess and practise their religions and develop their cultures;

Wherein the territories now included in or in accession with Pakistan and such other territories as may hereafter be included in or accede to Pakistan shall form a Federation wherein the units will be autonomous with such boundaries and limitations on their powers and authority as may be prescribed;

Wherein shall be guaranteed fundamental rights, including equality of status, of opportunity and before law, social, economic and political justice, and freedom of thought, expression, belief, faith, worship and association, subject to law and public morality;

Wherein adequate provision shall be made to safeguard the legitimate interests of minorities and backward and depressed classes;

Wherein the independence of the judiciary shall be fully secured;

Wherein the integrity of the territories of the Federation, its independence and all its rights, including its sovereign rights on land, sea and air, shall be safeguarded;

So that the people of Pakistan may prosper and attain their rightful and honoured place amongst the nations of the World and make their full contribution towards international peace and progress and happiness of humanity:

Now, therefore, we, the people of Pakistan,

Cognizant of our responsibility before Almighty Allah and men;

Cognizant of the sacrifices made by the people in the cause of Pakistan;

Faithful to the declaration made by the Founder of Pakistan, Quaid-i-Azam Muhammad Ali Jinnah, that Pakistan would be a democratic State based on Islamic principles of social justice;

Dedicated to the preservation of democracy achieved by the unremitting struggle of the people against oppression and tyranny;

Inspired by the resolve to protect our national and political unity and solidarity by creating an egalitarian society through a new order;

Do hereby, through our representatives in the National Assembly, adopt, enact and give to ourselves, this Constitution.